ٹانک ڈیرہ اسماعیل خان کی سرزمین پر "مروجہ حیلہ اسقاط" کے موضوع پر
سلطان المناظرین مولانا مفتی محمد ندیم صاحب محمودی زید مجدہ کا اہل بدعت
کے ساتھ شاندار مناظرہ کی مکمل روئیداد

مروجہ حیلہ اسقاط پر ایک نظر

مع

روئیداد مناظرہ ٹانک

مرتب

مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی حفظہ اللہ
مدرس دارالعلوم مدنیہ کراچی

نوجوانان احناف طلباء دیوبند پاکستان
☎03333300274
hanafiyem@gmail.com

طلباء دیوبند پاکستان
☎0333333
hanafiyem@g

ٹانک ڈیرہ اسمٰعیل خان کی سرزمین پر" مروجہ حیلہ اسقاط" کے موضوع پر سلطان المناظرین حضرت مولانا مفتی ندیم صاحب محمودی زید مجدہ کا اہل بدعت کے ساتھ شاندار مناظرہ کی مکمل روئیداد

مروجہ حیلہ اسقاط پر ایک نظر

مع

روئیداد مناظرہ ٹانک

مرتب

مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

مدرس دارالعلوم مدنیہ کراچی

نوجوانان احناف دیوبند

کتاب کا نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مروجہ حیلہ اسقاط پر ایک نظر

مولف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

تاریخ اشاعت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۳۱ مارچ ۲۰۱۹

صفحات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۱۲

ہدیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملنے کے پتے

دفتر نوجوانان احناف دیوبند 03333300274

مکتبہ جمال قاسمی کراچی 03482175472

مولانا صاحب کی تمام کتب بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے اس نمبر پر رابطہ کریں

03482175472

نوٹ: لائبریری والے حضرات تمام کتب مولانا سے بالمشافہ ملاقات کر کے مفت حاصل کر سکتے ہیں

فہرست

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

قارئین کرام! اللہ رب العزت نے یہ دین

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً

کی نوید کے ساتھ کامل و مکمل کر دیا۔ حضور ﷺ اس کے شارح اور صحابہ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس کے عامل تھے۔ حضور ﷺ نے اپنے، اپنے صحابہ، ان کے تابعین اور ان کے تبع تابعین کو "خیر القرون" کے لقب سے یاد کیا۔ جس کی تعبیر علماء نے یہ نکالی کہ ہر وہ کام جو دین کے نام پر کیا جائے ان کے زمانے میں باوجود سبب، تقاضے، علت اور عدم مانع کے نہ کیا گیا ہو اب ان کے بعد کرنا بدعت کہلائے گا۔ ان کے زمانے کے بعد مجتہدین و فقہاء رحمۃ اللہ علیہم نے جو کچھ قرآن و سنت سے مستنبط کیا اس کا مقتضی خیر القرون میں نہ تھا یا تھا تو لیکن کوئی مانع تھا۔ پس ہر وہ دین کا کام جس پر قرآن و سنت یا فقہاء و مجتہدین کے استنباط سے کوئی دلیل نہ ہو وہ طریقہ خود ساختہ اور بدعی طریقہ تو کہلائے گا رسول ﷺ کا طریقہ اور شریعت کا طریقہ ہرگز نہیں کہلائے گا۔

یہود و نصاریٰ اسی لئے گمراہ ہوئے کہ انہوں نے کتاب مقدس اور اپنے نبی کی سنتوں کو پس پشت ڈال کر دنیا پرست مولویوں کے بتلائے ہوئے راستوں پر چلنا شروع کر دیا۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دین اسلام میں بھی ایسے نفس پرست اور دین کو دنیا کے بدلے بیچ کھا جانے والے علماء سو کی کوئی کمی نہیں۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفا میں فرماتے ہیں کہ ایک عورت زنا کی کمائی کھا رہی ہے اور ایک مولوی دین بیچ کر کھا رہا ہے اس مولوی کا دین بیچ کر کمایا ہوا پیسہ اس زانیہ کے پیسے سے

زیادہ حرام ونجس ہے۔ان دنیا پرست مولویوں نے دین کا حلیہ بگاڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔جاہل و بدعمل عوام الناس ان کے خاص نشانے پر ہوتے ہیں۔عوام الناس کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے ہر ایک علاقے کے مولوی نے اپنے عرف، ماحول، اور آسانی کے مطابق بدعات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔

چونکہ ان کے متبعین اکثر بدعمل ہوتے ہیں۔اس لئے ''موت'' کا لفظ جہاں بیچارے مرنے والے کے اہل خانہ کیلئے کسی مصیبت سے کم نہیں تو ان شکم پرست مولویوں کیلئے کسی خوشخبری سے کم نہیں۔ادھر بیچارہ کوئی مسلمان مرا۔ادھر ان کی روزی روٹی کا سلسلہ شروع ہوا۔

چونکہ یہ سب کچھ خدا خوفی کو پس پشت ڈال کر کیا جاتا ہے اس لئے ان کو لاکھ سمجھاؤ۔لاکھ قرآن و سنت کے احکامات سناؤ، یوم آخرت سے ڈراؤ ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان ختمی مولویوں کیلئے کیا خوب جملہ کہا:

اتخذ القرآن مکتسبا فیخاف ان انصف

(رسائل ابن عابدین، ج ا، ص ۱۸۵)

بھلا جس نے قرآن کو کمائی کا ذریعہ بنالیا ہو اس سے میں انصاف کی کیا توقع رکھوں؟ عوام کی بدعملیوں اور ان بدقماش مولویوں کے تیجے، چالیسویں، اسقاط کے شارٹ کٹ راستوں نے عوام کو ان رسومات کا اس قدر گرویدہ کر دیا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ جیسا آدمی بھی کہہ اٹھا کہ: ''ان خرافات کو دیکھ کر دل جل اٹھا لیکن لوگوں کے طعن اور مذمت کی کثرت سے قدم ڈگمگا جاتے''۔لیکن آخر کار حق کا فریضہ ادا کرنے کیلئے اس مرد مجاہد نے ''شفاء العلیل فی حکم الوصیۃ بالختمات والتھالیل'' جیسا رسالہ لکھ کر ختمی اور چھواری مولویوں کی بیخ کنی کر دی۔انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پاک و ہند کے اندر بھی مولانا احمد رضا خان بریلوی اور ان کے متبعین کی سیاہ کاریوں کی وجہ سے تاریخ میں پہلی بار بدعت کو باقاعدہ ایک مذہب اور خوشنما نام دے کر دلائل کے پانی سے سینچ کر اس کانٹے دار درخت کو پھل دار بنا کر عوام کے سامنے پیش کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔

انہی بدعات میں سے ایک بدعت ''مروجہ حیلہ اسقاط'' کی بدعت شنیعہ بھی ہے۔ہمارا آج کا موضوع اسی بدعت کی حقیقت کو آشکارا کرنا ہے۔

حیلہ اسقاط کی حقیقت

قارئین کرام! اگر کوئی شیخ فانی ہے یا ایسے مرض میں مبتلا ہو چکا ہے کہ اب صحت کی امید نہیں اور روزہ رکھنا اس کیلئے ممکن نہیں اسی طرح حالت بایں جا رسید کے سر کے اشارے سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو شریعت نے نماز روزے کے بدلے میں اس پر فدیہ لازم کیا ہے۔

پس اگر یہ شخص مرگیا اور اس نے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی تھی تو ورثاء پر لازم ہے کہ اس کے ثلث مال میں سے فدیہ ادا کریں۔اگر مال کم ہے اور فدیہ کی رقم زیادہ ہے تو ثلث مال سے دیگر ورثاء کی اجازت کے بغیر فدیہ ادا کرنا جائز نہیں۔

اور اگر یہ شخص بغیر وصیت کے مرا تو وارثوں پر فدیہ لازم نہیں الا یہ کہ کوئی تبرعا یا ورثاء آپس میں سب رضامندی سے ادا کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

اگر فدیہ کی رقم بہت زیادہ بن رہی ہو اور ثلث مال کم ہو تو متاخرین علماء نے ادائیگی کا ایک طریقہ لکھا ہے جو ''حیلہ اسقاط'' کے نام سے معروف ہے۔

حیلہ اسقاط کا معنی

حیلة یہ لفظ واحد ہے اور اس کی جمع حیل آتی ہے۔جیسا کہ عبرة کی جمع عبر آتی ہے۔ اور حکمة کی جمع حکم۔حیلہ کا معنی تصرف کی قوت، ہوشیاری، دور بینی کو کہا جاتا ہے۔القدرة علی التصرف فی الاشغال۔(المنجد) کاموں میں تصرف کی قوت

سقط یہ مجرد سے باب نصر ینصر کے وزن پر اور مزید سے باب افعال سے ہے بمعنی گرادینا۔

حیلہ اسقاط ایک فقہی اصطلاح ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی میت کے ذمہ کچھ نماز، روزہ، زکوۃ، کفارہ ایمان و دیگر واجبات شرعیہ رہ گئی ہوں اور وہ انہیں ادا نہ کرسکا۔مرض الوفات کی وجہ سے یا کسی اور غلطی کوتاہی بھول چوک کی وجہ سے اور ثلث مال بھی اتنا نہیں چھوڑا کہ اس سے ان تمام چیزوں کا فدیہ ادا ہو سکے۔تو اس کیلئے ایک حیلہ فقہاء نے نکالا ہے کہ مرد کیلئے ۱۲ سال اور عورت

کیلئے ۹ سال نکال کر (کہ یہی بلوغت کی اقل مدت ہے) اس کے مرنے تک کے سالوں اور دنوں کے نماز روزہ کا حساب لگایا جائے ۔ کہ مرض الوفات میں کتنی نمازیں یا روزے رہ گئے اور بھول چوک سے اندازاً کتنی نمازیں روزے رہ گئے ہوں گے ۔

ایک سال میں ۳۶۵ دن ہوتے ہیں ۔ ایک دن میں چھ نمازیں (یعنی وتر کو بھی شامل کیا جائے) اور ایک سال میں تیس روزے ۔

اس طرح تمام نماز روزوں کے فدیہ کا حساب کرلیں ۔ ایک نماز کا فدیہ روزہ کے فدیہ کے برابر ہے یعنی نصف صاع گندم یا اس کی قیمت ۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ و شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز روزے کے بعد

(۳) کفارہ یمین (۴) کفارہ قتل خطاء (۵) کفارہ ظہار (۶) حالت احرام میں جو جنایت کی (۷) نذر کے روزے جو چھوڑ دئے (۸) نفقہ واجبہ (۹) صدقات واجبہ ۔ (۱۰) اعتکاف نافلہ

(طحطاوی ص ۴۳۷ ، ۴۳۸)

کو بھی حساب میں شامل کرنے کا لکھا ہے ۔

اب اگر یہ آسانی سے ثلث مال میں سے نکلتا ہے تو نکال لیا جائے ۔

ورنہ اس کی ادائیگی کا حیلہ یہ ہے کہ جتنی رقم کی طاقت ہے اتنی رقم ایک فقیر کو صدقہ کردی جائے اور وہ فقیر اس کا اس طور پر مالک بن جائے کہ اگر واپس نہ کرنا چاہے تو اس پر کوئی زور زبردستی نہیں ہوگی ۔ اس کے بعد اس فقیر سے درخواست کی جائے کہ مجھے رقم دوبارہ ہبہ کردی جائے اور وہ اگر بخوشی ہبہ کردے تو اس رقم کو اسی فقیر کو یا کسی اور کو دوبارہ صدقہ کردیا جائے ۔ اور اسی طرح یہ عمل دہرایا جائے

ایک دفعہ میں جتنی رقم صدقہ کی ۔ اس کے بقدر نماز روزے کا فدیہ ادا ہوجائے گا ۔ یہ عمل کرتا رہے یہاں تک کہ میت کے ذمہ تمام نماز روزے اور دیگر واجبات کا فدیہ ادا ہوجائے ۔

یہ یاد رہے کہ اگر کفارہ یمین کا فدیہ دینا ہو تو پھر ایک فقیر و مسکین کو دینا کافی نہیں بلکہ دس مسکینوں کو دینا پڑے گا ۔ اسی طرح کفارہ ظہار کو اس کے مطابق ادا کریں ۔

بریلوی مولویوں کا یہ بہت بڑا دجل ہے کہ انہوں نے ساری زندگی کبھی نماز روزہ نہ پڑھنے

والوں کیلئے پوری زندگی کے فدیہ کا حساب نکال کر یہ کہا ہے کہ ظاہر ہے اتنی بڑی رقم کون دے سکتا ہے؟ اس لئے حیلہ اسقاط نکالا گیا ہے (ملخصا الاسقاط)

اگرچہ ایسے آدمی کیلئے بھی اسقاط کرسکتے ہیں کہ مگر ایسا بدبخت جس نے ساری زندگی معاذ اللہ نماز روزہ ادا نہ کی اور محارم شرعیہ کا لحاظ نہ رکھا ۔ یہ فدیہ اس کا کچھ نہیں کرسکتا ۔ ایسے باغی کا ٹھکانہ قرآن وسنت کی روشنی میں جہنم ہی ہے ہاں اللہ رحم کرنا چاہے تو وہ غفور رحیم ذات ہے ۔

بہرحال اس حیلہ اسقاط کے جواز کی بائیس (۲۲) شرطیں فقہاء نے ذکر کی ہیں ۔ جیسا کہ آپ آگے جاکر تفصیل سے پڑھ لیں گے ۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے تفصیلاً اس طریقہ کو ذکر کیا ہے ۔ اور رسائل ابن عابدین میں اس پر پورا ایک رسالہ بھی ان کا لکھا ہوا موجود ہے ۔

(قَوْلُهُ إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ وَعَلَيْهِ فَوَائِتُ إلَخْ) قَالَ الْعَارِفُ فِي شَرْحِهِ عَلَى هَدِيَّةِ ابْنِ الْعَامِدِ وَرَأَيْت بِخَطِّ وَالِدِي - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - مَعْزِيًّا إلَى أَحْكَامِ الْجَنَائِزِ مَا صُورَتُهُ ثُمَّ طَرِيقُ إسْقَاطِ الصَّلَاةِ الَّذِي يَفْعَلُهُ الْأَئِمَّةُ فِي زَمَانِنَا هُوَ أَنَّ السَّنَةَ إمَّا شَمْسِيَّةٌ وَإِمَّا قَمَرِيَّةٌ فَالسَّنَةُ الشَّمْسِيَّةُ عَلَى مَا ذُكِرَ فِي صَدْرِ الشَّرِيعَةِ فِي بَابِ الْعِنِّينِ مُدَّةُ وُصُولِ الشَّمْسِ إلَى النُّقْطَةِ الَّتِي فَارَقَتْهَا فِي ذَلِكَ الْبُرُوجِ وَذَلِكَ فِي ثَلَثِمِائَةٍ وَخَمْسٍ وَسِتِّينَ يَوْمًا وَرُبْعِ يَوْمٍ وَالسَّنَةُ الْقَمَرِيَّةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا قَمَرِيًّا وَمُدَّتُهَا ثَلَثِمِائَةٍ وَأَرْبَعَةٌ وَخَمْسُونَ يَوْمًا وَثُلُثُ يَوْمٍ وَثُلُثُ عُشْرِ يَوْمٍ فَبَقِيَ أَنْ تُحْسَبَ فِدْيَةُ الصَّلَاةِ بِالسَّنَةِ الشَّمْسِيَّةِ أَخْذًا بِالِاحْتِيَاطِ مِنْ غَيْرِ اعْتِبَارِ رُبْعِ الْيَوْمِ وَمَعْلُومٌ أَنَّ فِدْيَةَ كُلِّ فَرْضٍ مِنْ الْحِنْطَةِ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ وَعِشْرُونَ دِرْهَمًا وَلِلْوِتْرِ كَذَلِكَ فَتَكُونُ فِدْيَةُ صَلَاةِ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مِنْ الْحِنْطَةِ ثَلَاثَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَمِائَةً وَعِشْرِينَ دِرْهَمًا وَفِدْيَةُ كُلِّ سَنَةٍ شَمْسِيَّةٍ مِائَةٌ وَاثْنَانِ وَأَرْبَعُونَ كَيْلًا بِكَيْلٍ قُسْطَنْطِينِيَّةَ وَسَبْعُ أُوقِيَّةٍ فَحِينَئِذٍ يَجْمَعُ الْوَارِثُ عَشَرَةَ رِجَالٍ لَيْسَ فِيهِمْ غَنِيٌّ لِقَوْلِهِ تَعَالَى {إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ} [التوبة: 60] الْآيَةَ وَلَا عَبْدٌ وَلَا صَبِيٌّ وَلَا

مَجْنُونٌ لِأَنَّ هِبَتَهُمْ لَا تَصِحُّ ثُمَّ يُحْسَبُ سِنُّ الْمَيِّتِ فَيُطْرَحُ مِنْهُ اثْنَا عَشَرَ سَنَةً لِمُدَّةِ بُلُوغِهِ إِنْ كَانَ الْمَيِّتُ ذَكَرًا وَتِسْعُ سِنِينَ إِنْ كَانَتْ أُنْثَى لِأَنَّ أَقَلَّ مُدَّةِ بُلُوغِ الرَّجُلِ اثْنَا عَشَرَ سَنَةً وَمُدَّةُ بُلُوغِ الْمَرْأَةِ تِسْعُ سِنِينَ ثُمَّ يَأْخُذُ الْوَارِثُ مِنْ مَالِ الْيَتِيمِ وُجُوبًا إِنْ أَوْصَى وَاسْتِحْبَابًا إِنْ لَمْ يُوصِ أَرْبَعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَاثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَيْئًا قِيمَتُهُ ذٰلِكَ أَوْ يَأْخُذُ الْأَجْنَبِيُّ مِنْ مَالِ نَفْسِهِ تَبَرُّعًا مِقْدَارُ مَا ذُكِرَ فَيَدُورُ الْمُسْقِطُ بِنَفْسِهِ وَارِثًا كَانَ أَوْ غَيْرَ وَارِثٍ أَوْ يُوَكِّلُ غَيْرَهُ فَيَقُولُ الْمُسْقِطُ أَوْ وَكِيلُهُ لِوَاحِدٍ مِنَ الْفُقَرَاءِ هٰكَذَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ وَيَذْكُرُ اسْمَهُ وَاسْمَ أَبِيهِ فَاتَتْهُ صَلَوَاتُ سَنَةٍ هٰذِهِ فِدْيَتُهَا مِنْ مَالِهِ نُمَلِّكُكَ إِيَّاهَا وَيَعْلَمُ أَنَّ الْمَالَ الْمَدْفُوعَ إِلَيْهِ صَارَ مِلْكًا لَهُ ثُمَّ يَقُولُ الْفَقِيرُ هٰكَذَا وَأَنَا قَبِلْتُهَا وَتَمَلَّكْتُهَا مِنْكَ فَيَدْفَعُ الْمُعْطِي وَيُسَلِّمُ إِلَيْهِ فَيَقْبِضُ الْمُعْطِي فَحِينَئِذٍ تَصِيرُ فِدْيَةَ صَلَاةِ سَنَةٍ كَامِلَةٍ مُؤَدَّاةٍ ثُمَّ يَفْعَلُ مَعَ فَقِيرٍ آخَرَ هٰكَذَا إِلَى أَنْ تَتِمَّ الْعَشَرَةُ فَحِينَئِذٍ تَصِيرُ فِدْيَةَ عَشْرِ سِنِينَ مُؤَدَّاةً فِي دَوْرٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَفْعَلُ هٰكَذَا مَرَّةً أُخْرَى ثُمَّ وَثُمَّ إِلَى أَنْ تَتِمَّ فِدْيَةُ فَوَائِتِهِ بِحَسَبِ الْحِسَابِ فَإِذَا تَمَّتْ فِدْيَةُ فَوَائِتِهِ مِنَ الصَّلَاةِ يَقُولُ الْمُعْطِي لِفَقِيرٍ وَاحِدٍ مِنْ تِلْكَ الْعَشَرَةِ هٰكَذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ مَلَّكَكَ سَائِرَ مَا وَجَبَ عَلَيْهِ مِنْ مَالِهِ إِنْ كَانَ الْمَيِّتُ ذَكَرًا وَإِنْ كَانَ أُنْثَى يَقُولُ فُلَانَةُ بِنْتُ فُلَانٍ مَلَّكَتْكَ جَمِيعَ مَا وَجَبَ عَلَيْهَا فِي مَالِهَا وَيَفْعَلُ مَعَ كُلِّ فَقِيرٍ كَذٰلِكَ فَيَعْتَرِفُونَ كُلُّهُمْ بِالْقَبُولِ ثُمَّ يَهَبُونَهُ الْمَالَ فَيَأْخُذُهُ صَاحِبُهُ وَارِثًا كَانَ أَوْ غَيْرَ وَارِثٍ ثُمَّ يَتَصَدَّقُ عَلَى الْفُقَرَاءِ الْعَشَرَةِ مَا شَاءَ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَلَا يَجِبُ تَقْسِيمُ الْمَالِ الْمَذْكُورِ جَمِيعًا عَلَى الْفُقَرَاءِ وَهٰذِهِ حِيلَةٌ شَرْعِيَّةٌ وَاللّٰهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

(منۃ الخالق حاشیہ البحر الرائق، ج ۲،ص ۹۸،۹۷)

مندرجہ ذیل کتب فقہ میں بھی یہ شرعی حیلہ اسقاط موجود ہے:

(البحر الرائق ،ج ۲،ص ۹۷، در المختار ،ج ۲،ص ۷۷، عالمگیری ،ج ۱،ص ۱۲۲۵ الفقہ الاسلامی

وادلتہ ،طحطاوی علی المراقی ،ص ۴۳۹ وغیرہ)

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ حیلہ اسقاط ایک تفصیلی عمل ہے ۔اس میں اول تو میت کی عمر کا حساب لگایا جاتا ہے ۔اس کے بعد اس کے تمام نماز، روزوں، حج ،کفارہ ایمان وغیرہ کا حساب لگایا جاتا ہے ۔اس کے بعد اگر تو میت کے ثلث مال میں سے ادا ہو سکے تو فبہا ورنہ اس حیلہ کو اختیار کیا جاتا ہے ۔

اس حیلے کی اہم شرائط میں سے یہ ہے کہ یہ حیلہ ثلث مال میں سے کیا جائے ۔البتہ کوئی وارث اپنے مال میں سے تبرعا بھی کرسکتا ہے ۔ یہ حیلہ مال حرام میں سے نہ کیا جائے کہ مال حرام میں تبرع کفر ہے ۔

اس حیلے میں سب سے ضروری بات کہ جس فقیر کو دیا جا رہا ہے وہ اس مال کو اپنی ملک سمجھے ۔ اور بخوشی اگر دوبارہ ہبہ کرنا چاہے تو کر دے اور اگر ہبہ سے انکار کر دیا تو اس پر کسی قسم کا زور زبردستی نہ کیا جائے ۔

عامۃ المسلمین میں یہ حیلہ اسقاط معمول بہ نہیں رہا

فقہاء نے جس حیلہ اسقاط کا ذکر کیا نہ تو ہمارے دیار میں اور نہ عالم اسلام میں یہ کبھی عامۃ المسلمین کے درمیان معمول بہ رہا ۔فتاوی رضویہ کے ایک سوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حیلہ اسقاط افغانستان میں کیا جاتا ۔ چنانچہ خان صاحب بریلی سے پوچھا گیا:

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طریقہ اسقاط جو ملک افغانستان میں مروج ہے وہ شرعاً ثابت اور مستحسن ہے یا نہیں"

(فتاوی رضویہ قدیم ،ج ۲،ص)

مگر یہ حیلہ اسقاط بھی اس طرح نہیں تھا جس طرح فقہاء نے ذکر کیا ہے ۔

جب ہندوستان میں مولانا احمد رضا خان فاضل بریلی اور ان کے متبعین نے بدعات کو ایک مذہب کے طور پر اپنایا اور اسے دلائل سے مزین کر کے عوام کے سامنے پیش کیا تو حیلہ اسقاط کے نام پر ایک رسم صوبہ خیبر پختونخواہ اور پنجاب کے بعض علاقوں میں رائج ہوگئی ۔

مگر یہ مروجہ حیلہ اسقاط ہرگز وہ حیلہ اسقاط نہیں جسے فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی کتب فقہ میں ذکر کیا۔ ہمارے سندھ میں یہ رسم نہیں ہے۔ اسی طرح بندے کے آبائی گاؤں طور چھپر میں بھی یہ رسم بدنہیں ہے۔ الحمدللہ۔ اس لئے بندہ نے کبھی اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ نہیں کیا اور اسی طرح پنجاب کے اکثر علاقوں میں بھی یہ رسم نہیں۔

البتہ مختلف ذرائع سے جو طرق مجھ تک پہنچے یا میں نے معلوم کئے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مروجہ حیلہ اسقاط

حیلہ اسقاط کی ایک ویڈیو یوٹیوب پر بندے کو ملی جس پر عنوان تھا ''حیلہ اسقاط دغہ طریقہ بدعت دے'' حیلہ اسقاط کا یہ طریقہ بدعت ہے۔

اس میں میت کی چارپائی کے سامنے قریباً نو دس سفید ریش جن میں ایک سیاہ داڑھی والے نوجوان بھی تھے سفید صاف ستھرے لباس اور سفید پگڑیوں میں بیٹھے ہوئے تھے جو کسی طور پر بھی مفلس یا فقیر نظر نہیں آتے۔

مرکزی صاحب جو کوئی مولوی صاحب معلوم ہوتے ہیں انہوں نے پہلے مغفرت کی عام دعا پڑھی۔ اس کے بعد سامنے بیچ میں رکھی دو پیٹیوں اور اس پر کچھ سامان سے بھری ہوئی ایک تھیلی پر ہاتھ رکھ کر پشتو میں کچھ کہا جو شور کی وجہ سے سمجھ نہیں آرہا تھا۔ اتنے الفاظ سمجھ آئے کہ جو حقوق اس کے ذمہ رہ گئے وہ معاف ہوجائیں اور ساتھ والے کو ہاتھ لگا کر کہا کہ میں نے یہ تمہیں بخشا۔ ساتھ والے نے اپنے ساتھ والے کو ہاتھ لگایا اور یوں وہ سارے ایک دوسرے کو ہاتھ لگاتے لگاتے ایک پھیرا مکمل کر گئے۔ مولوی صاحب نے دوبارہ کہا کہ میں نے اسی طریقہ پر دوبارہ بخشا اور پھر ساتھ والے کو ہاتھ لگایا اور یوں جسم سے ہاتھ مس کرنے والا عمل جس میں سے بعض حضرات استیلام سے بھی کام لے رہے تھے ایک دفعہ دوبارہ شروع ہوکر امام صاحب پر اختتام پذیر ہوا۔ ایک دفعہ دوبارہ یہ عمل ہوا۔ تین دفعہ یہ عمل ہونے کے بعد اجتماعی دعا کرائی گئی۔ اس کے بعد ایک شخص نے وہ بھاری تھیلا مولوی صاحب کو دیا۔ پیٹیوں میں سے غالباً کپڑے دھونے کا صابن ایک ایک

کر کے نکال کر ساتھ والوں کو دیا۔ اور ایک دوسرے شخص نے آکر جیب میں سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر مخصوص تعداد میں سب میں نوٹ تقسیم کئے۔

تبصرہ

میت کے حقوق واجبہ کا کوئی حساب نہیں، بیٹھنے والے بھی ہرگز مفلس نظر نہیں آرہے ہیں۔ تمام حقوق کیلئے صرف تین پھیرے کافی سمجھے گئے۔ حالانکہ جتنی معمولی چیزیں رکھی گئی تھیں ان سے اگر تین سو دفعہ بھی پھیرا دیا جاتا تب بھی تمام زندگی کے واجبات کا فدیہ پورا نہ ہوتا۔

دوران کے اس عمل میں کوئی بھی باقاعدہ مالک نہیں بنایا گیا بس ایک رواج کے طور پر ہاتھ رکھا گیا اور دوسرے نے تیسرے پر ہاتھ رکھا علم جرا۔

آخر میں جو پیسے تقسیم کئے گئے یہ اگر میت کے ثلث مال میں سے دئے گئے یا کسی وارث نے تبرعاً مال حلال سے دئے تو زیادہ سے زیادہ ان کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ صدقہ تھا۔ لیکن فقہی حیلے سے اس کو کوئی دور کا واسطہ بھی نہیں تھا۔

دوسرا طریقہ

مولوی احمد رضا خان صاحب سے پوچھا گیا:

بخدمت ہادی برحق مولینا مولوی احمد رضا خان صاحب دام برکاتہ گزارش یہ ہے کہ، ہم قصبہ دھولقہ کے رہنے والے ہیں ہم لوگ بالکل سیدھے سادھے لوگ اور صرف راہ حق کے تلاش کرنے والے ہیں کسی فریق پارٹی سے ہمیں کوئی لگاؤ یا تعلق نہیں، آپ کے حکم پر ہمیشہ گردن جھکانے کو تیار ہیں مگر ہم لوگوں اردو کی معمولی لیاقت کے اور علم نہیں ہے آپ کا ایک فتویٰ اول گجراتی کتاب میں چھپا ہے اور دوسری ایک تحریر مولوی علاء الدین صاحب پر آئی ہوئی چھپی ہے، ان دونوں تحریروں کو سمجھنے کی ہم لوگ لیاقت نہیں رکھتے اس لئے خدمت والا میں عرض کرتے ہیں کہ ہمارے اس قصبہ میں چھبیس سیر گیہوں فی سیر ۸۰ روپیہ کے حساب سے اور نقد سوا روپیہ اور ایک کلام اللہ شریف اتنی چیزوں کا حیلہ اس طرح کرتے ہیں کہ جنازہ کا امام کچھ پڑھتا ہے کیا پڑھتا ہے وہ ہمیں معلوم

نہیں بعد پڑھنے کے حاضر فقیروں میں تین دور کرا دیتا ہے اور پھر وہ چیزیں امام وغیرہ بانٹ لیتے ہیں، یہ حیلہ شریعت کے مطابق ہے اور جائز ہے یا نہیں صرف مختصر جواب اردو آسان لفظوں میں ہوگا تو بھی ہماری کافی تسلی ہوگی۔

(فتاوی رضویہ قدیم ج ۲،ص ۶۴۸)

یہ طریقہ قریبا قریبا اسی طریقے کے مطابق ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

مہمند ایجنسی میں رائج طریقہ

مجھے میرے شاگرد نے بتایا کہ ہمارے ہاں ایسا ہوتا ہے کہ جنازہ ہونے کے بعد وہیں قبرستان ہی میں تمام لوگ بیٹھ جاتے ہیں اور پہلے سے کچھ افراد بینک جا کر دس ،بیس روپوں کی نئی گڈیاں کافی تعداد میں لے آتے ہیں اور جنازے کے بعد ان روپوں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے ۔اس کو ہم اسقاط کہتے ہیں ۔تقسیم کیا ہوا مال میت ہی کا ہوتا ہے ۔ یہ رسم اگرچہ امیروں کیلئے آسان ہے ۔لیکن غریبوں کیلئے کسی عذاب سے کم نہیں لیکن غریب بیچارے بھی اس لئے کرتے ہیں کہ برادری میں ناک کٹ جائے گی ۔اس اسقاط میں صرف روپے خاموشی سے تقسیم کئے جاتے ہیں کسی قسم کا دوران یا جو طریقہ اسقاط بتلایا گیا ہے اس کو انجام نہیں دیا جاتا۔

تیسرا طریقہ

مولانا احمد رضا خان صاحب عوام میں رائج ایک اور طریقہ بتلاتے ہیں:

''ہاں جیسے بہت عوام دورہی نہیں کرتے ایک مصحف شریف دے دیا اور سمجھ لئے کہ عمر بھر کا کفارہ ادا ہوگیا یہ محض مہمل و باطل ہے''۔

(فتاوی رضویہ قدیم ج ۲،ص ۶۴۸)

مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:

''پنجاب میں جو عام طور پر مروج ہے کہ مسجد سے قرآن پاک کا ایک نسخہ منگایا اس پر ایک روپیہ رکھا اور چند لوگوں نے اس کو ہاتھ لگایا پھر مسجد میں واپس کر دیا اس سے نمازوں کا فدیہ ادا نہ

ہوگا۔۔یہ غلط ہے''۔

(جاء الحق ،ص ۳۳۸)

ہمارے دیار میں کونسا طریقہ رائج ہے؟

ہمارے دیار میں کونسا طریقہ رائج ہے ایک بریلوی مولوی اس کو یوں بیان کرتا ہے:

''ہمارے دیار میں مروجہ طریقہ کی حیثیت

حیلہ اسقاط کا صحیح اور کامل طریقہ وہی ہے جسے فقہائے حنفیہ نے اپنی کتب مبارکہ میں لکھا اور ہم نے گذشتہ اوراق میں بالتفصیل بیان کیا۔اس کے مقابلے میں ہمارے دیار میں حیلہ اسقاط کا طریقہ یہ ہے کہ امام مسجد صاحب قرآن حکیم اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں نقدی اور اشیا خوردنی سامنے رکھتے ہیں ۔فقراءمساکین اور عامۃ المسلمین کو حلقہ میں کھڑا کرتے ہیں اور حیلہ اسقاط کے یہ الفاظ پڑھتے ہیں ۔کل حق من حقوق اللہ تعالی من الفرائض والواجبات والکفارات والمنذورات وغیرھا مما وجبت فی ذمۃ ھذا المیت المتوفی عنہ فالآن عاجز عن اداءھا فاعطیتکم ھذا المصحف الشریف مع ھذہ النقودات المالیۃ فی حیلۃ الاسقاط رجا من اللہ تعالی ان یغفر لہ

(ترجمہ) ہر وہ حق جو حقوق اللہ تعالی سے فرائض و واجبات وکفارات اور منذورات وغیرھا کی قسم سے اس میت کے ذمہ باقی رہ گیا ہے اور اب یہ اس کی ادائگی سے عاجز ہے میں تمہیں اس کے عوض یہ مصحف شریف اور یہ مالی نقودات بطور حیلہ اساط دے دئے ہیں اس امید پر کہ اللہ اس میت کی بخشش فرمائے گا۔

اس کے جواب میں حلقہ کا ہر شخص قبلتہ ثم اعطیتکہ کہتا ہے پھر امام مسجد حیلہ کے یہ الفاظ پڑھتے ہیں اور حلقہ والے احباب جواب دیتے ہیں پھر تیسری مرتبہ ایسا کیا جاتا ہے اور دعائے مغفرت مانگ کر یہ سب اشیا امام مسجد اور حاضرین فقراءومساکین پر تقسیم کر دی جاتی ہیں۔

حیلہ اسقاط کا یہ طریقہ اگرچہ صحیح ہے اور اس سے میت کو فائدہ بھی پہنچتا ہے لیکن زیادہ صحیح اور مفید وہی طریقہ ہے جو فقہائے کرام نے اپنی اپنی کتب مبارکہ میں لکھا''۔

(مقالات حیدری، حصہ دوم، ص ۳۵۱، ۳۵۲، از احمد حسین رضوی)

پہلی بات تو یہ کہ رضوی صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا آپ اپنے علاقے کے حیلہ اسقاط مروجہ کا سروے کرلیں فقراء ومساکین خال ہی نظر آئیں گے۔ نیز ان الفاظ کے جواب میں عوام کی طرف سے قبلته ثم اعطیتکه بھی کوئی نہیں بولتا۔ ان جاہل عوام الناس کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ ہو کیا رہا ہے؟ بس امام صاحب نے کہا ہے کہ گٹھڑی کو گھمانا ہے اور ہم گھما رہے ہیں۔ جب یہ طریقہ کتب میں مذکور ہی نہیں تو کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟ یہ عوام کا خود ساختہ طریقہ ہے جس پر دلیل نہ قرآن وحدیث میں ہے اور نہ فقہاء کی کتب میں لہٰذا بدعت وناجائز ہے۔ نیز مولوی صاحب نے اسے بھی حیلہ اسقاط کہا حالانکہ خان صاحب نے اس طریقہ کے اسقاط ہونے سے انکار کیا ہے۔

ان تمام مروجہ طریقوں کو بھی دیکھ لیں اور پھر فیض احمد اویسی صاحب کے اس جھوٹ کو بھی پڑھ لیں جو وہ فقہاء کے صحیح طریقہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''یہ بالکل وہی طریقہ ہے جو ہم اہلسنت (بریلوی) عمل میں لاتے ہیں اور عوام کو بتاتے ہیں''۔

(الاسقاط، ص ۲۰)

فقہاء نے جو طریقہ بتلایا ہے آج تک کسی نے اگر اس پر عمل کیا ہو تو ہمیں بتلایا جائے۔ اکادکا کی بات نہیں ہو رہی ہے۔

مولوی عمر اچھروی نے حیلہ اسقاط کو ایصال ثواب بنادیا

آپ نے ماقبل میں ملاحظہ فرمایا کہ حیلہ اسقاط دراصل کم سے کم فدیہ میں زیادہ سے زیادہ واجبات وفرائض سے بری الذمہ ہونے کا ایک طریقہ ہے۔ مگر مولوی عمر اچھروی نے اس حیلہ اسقاط کو ایصال ثواب بنادیا ملاحظہ ہو ان کی عبارت:

''آپ کا دوسرا سوال کہ حیلہ اسقاط تو اس کے متعلق عرض ہے قرآن کریم میت کی طرف سے حفاظ یا امام مسجد کو پڑھنے کیلئے دینا بڑا ثواب ہے جب تک قرآن کریم لوگ پڑھتے رہیں گے۔ اتنا عرصہ میت کو ثواب پہنچتا رہتا ہے صدقہ جاریہ ہے''۔

(مقیاس حنفیت، ص ۵۰۵)

ایصال ثواب اپنی جگہ برحق ہے۔ لیکن اس سے میت کے ذمہ حقوق ہرگز ادا نہ ہوں گے یہ مولوی عمر اچھروی کی جہالت ہے کہ وہ دونوں چیزوں کو آپس میں خلط ملط کرکے پھر ایصال ثواب کے مطلق دلائل سے مروجہ حیلہ اسقاط کو ثابت کر رہا ہے۔ اسی کا نام دجل ہے۔

بعض دیگر علاقوں میں

حضرت مفتی ندیم صاحب زید مجدہ نے مجھے بتایا کہ یہاں صوبہ خیبر پختونخواہ کے علاقوں میں اس طرح ہوتا ہے کہ اسقاطی مولوی جسے وہ ''اخن'' کہہ رہے تھے وہ جنازے کے بعد دفن سے پہلے کھڑا ہوجاتا ہے اپنے اردگرد چند لوگ جمع کرلیتا ہے۔ ایک قرآن اس میں چار پانچ سو روپے رکھ کر کہتا ہے کہ یہ اس کی جتنی نمازیں روزے رہ گئے ہیں ان سب کی طرف سے فدیہ اور ساتھ والے کو دے دیتا ہے اور یوں وہ ان چند لوگوں کے درمیان دو تین دفعہ گھمایا جاتا ہے۔ پھر وہ قرآن اور پیسے وہ اسقاطی مولوی اپنے پاس رکھ لیتا ہے جبکہ باقی حضرات کو پچاس، پچاس یا جو مناسب ہو دے کر رخصت کر دیتا ہے۔

بعض جگہوں میں نقد کے ساتھ صابن یا گڑ کی ایک ایک ٹکیا بھی دی جاتی ہے۔

صوبہ خیبر پختونخواہ کے سب سے بڑے شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ ادریس صاحب زید مجدہ نے چارسدہ کا ایک واقعہ سنایا کہ وہاں ایک آدمی مرا اس کے وارثوں میں صرف اس کی بیوہ اور یتیم بچے تھے۔ اس کے پڑوسی نے اس میت کی طرف سے مروجہ حیلہ اسقاط کیا۔ وہ عورت جب عدت گزار کر جانے لگی تو اس پڑوسی نے پیغام بھجوایا کہ کہیں جانا مت میں نے تمہارے شوہر کا اسقاط کیا ہے۔ اسی کے بدلے میں تم میری ملک میں آگئی ہو۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حیلہ اسقاط کا طریقہ صرف فقراء کیلئے تھا

شرعی حیلہ اسقاط جس کا طریقہ ماقبل میں تفصیل سے ذکر ہوا فقہاء نے یہ صرف فقراء کیلئے مجبوری

کے وقت ذکر کیا تھا کہ جبکہ میت کے ثلث مال میں سے تمام فدیہ ادا نہ ہوسکے۔

چنانچہ فریق مخالف کے مولوی محبوب علی رضوی الاشباہ والنظائر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''الاشباہ والنظائر میں ہے اراد الفدیة عن صوم ابیه او صلوته وهو فقیر یعطی منوین من الحنطة فقیرا ثم یستوهبه ثم یعطیه وهکذا الی ان یتم یعنی اگر کسی نے اپنے باپ کے روزہ یا نماز کا فدیہ ادا کرنیکا ارادہ کیا ہے اور اتنی وسعت نہیں کہ تمام نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا کرے تو حیلہ اسقاط کرے۔۔

(بخشائش عزیزاں ص ۱۰ طبع اول)

یہ عبارت الفن الخامس ص ۳۹۸ پر موجود ہے۔الاشباہ کی عبارت وهو الفقیر میں واو حالیہ ہے یعنی جب اس کی حالت فقیروں والی ہو اور وہ تمام نمازوں اور روزوں کا فرداً فرداً فدیہ ادا نہیں کرسکتا تب اس حیلے پر عمل کرے گا۔

لیکن آج نوابوں، خانانوں، وڈیروں جو لاکھوں کروڑوں کے مالک ہوتے ہیں کی طرف سے بھی حیلہ اسقاط کیا جاتا ہے اور چند ٹکوں کے عوض ان کے تمام سیئات معاف ہوجانے کا پروانہ اس عمل سے حاصل کرلیا جاتا ہے۔

حیلہ اسقاط کا مال فقیر کو دیا جائے

جس بھی فقیہ نے حیلہ اسقاط کا طریقہ بالتفصیل بتلایا ہے اس نے اس کی وضاحت کی ہے کہ وہ مال کسی فقیر کو دیا جائے۔ٹانک مناظرہ میں مفتی وقارالزماں صاحب بریلوی اس شرط پر بڑے تلملائے کہ یہ ''فقیر و مفلس'' کی قید کہاں ہے؟ اگرچہ اس کا جواب مفتی صاحب نے مناظرے میں دیا اور حوالہ جات پیش کئے۔بندہ یہاں خود مفتی وقارالزماں صاحب کے پیر و مرشد جناب مولانا احمد رضا خان کا حوالہ پیش کرنے لگا ہے کہ یہ حیلہ اسقاط فقیر ہی کے ساتھ کیا جائے۔

''اور وہ لوگ جن پر ان چیزوں کا دور کراتا ہے، فقیر محتاج زکوٰۃ لینے کے قابل ہوں۔۔۔۔ ہاں اگر ان میں کوئی بھی محتاج نہ ہو اسب غنی تھے تو بیشک کفارہ بالکل ادا نہ ہوگا''۔

(فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۴ ص ۶۴۹)

ملاحظہ فرمائیں کہ خان صاحب بریلوی نے صاف تصریح کردی کہ اگر غنی بیٹھا ہو اور مستحق زکوۃ نہ ہو تو حیلہ بالکل ادا نہ ہوا۔جب کہ آج اس کی بالکل تمیز نہیں کی جاتی۔حیلہ کروانے والا مولوی اکثر پیشہ ور اور صاحب نصاب ہوتا ہے۔یہی حال دائرے میں بیٹھنے والوں کا ہوتا ہے۔مفلس و فقیر کی قید پر مفتی وقارالزماں کا تلملانا اور بل کھانا بھی اس بات کی چغلی کھا رہا ہے کہ مفتی صاحب اس کو فقیروں اور مفلسوں کے ساتھ مشروط نہیں سمجھتے۔اور ظاہر ہے کہ اگر ایسا ہوگیا تو پھر ان مولویوں کا دھندا کیسے ترقی کرے گا؟

تو غور فرمالیں کہ اگر مستحق زکوۃ کے علاوہ پر یہ حیلہ کیا گیا تو اسقاط نہ ہوگا۔اسقاط کا مال فقیر ہی کو دیا جائے گا نہ کہ مولویوں کو ملاحظہ ہو اس پر مزید حوالہ جات:

بحرالرائق میں ہے

وَيُدْفَعُ إِلَى الْمِسْكِيْنِ

(بحرالرائق، ج ۲ ص ۹۸)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

يَجْمَعُ الْوَارِثُ عَشَرَةَ رِجَالٍ لَيْسَ فِيهِمْ غَنِيٌّ لِقَوْلِهِ تَعَالَى {إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ} [التوبة: 60] الْآيَةَ

(منحۃ الخالق علی البحرالرائق، ج ۲ ص ۹۸)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ شامی میں لکھتے ہیں:

وَيَدْفَعُهَا لِلْفَقِيرِ

(شامی ج ۲ ص ۷۳)

ماضی قریب کے شیخ زحیلی لکھتے ہیں:

ویهبه للفقیر، ثم یهبه الفقیر لولی المیت ویقبضه

(الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۲ ص ۳۰۵)

پانچ سو فقہاء رحمۃ اللہ علیہم نے اس قید کا ذکر کیا:

يَسْتَقْرِضُ وَرَثَتُهُ نِصْفَ صَاعٍ وَيُدْفَعُ إِلَى مِسْكِينٍ ثُمَّ يَتَصَدَّقُ

الْمِسْكِينُ عَلَى بَعْضِ وَرَثَتِهِ

(فتاوی عالمگیری، ج ا،ص ۱۲۵)

علامی شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ویعطیه "للفقیر" بقصد إسقاط ما یرید عن المیت

(مراقی الفلاح)

علامہ شامی لکھتے ہیں

والواجب فیہا ان یعطی للفقیر

(رسائل ابن عابدین، ج ا،ص ۲۱۰)

خان صاحب بریلوی یوں ذکر تے ہیں:
''اس قدر فقیر کو دے کر مالک کر دے قبضہ دلا دیں پھر فقیر اپنی طرف سے انھیں ہبہ کر دے

(فتاوی رضویہ ج ۲،ص ۶۴۹)

مفتی نظام الدین ملتانی بریلوی نے بھی لکھا:

''اسقاط محتاجان وغریباں کو بانٹ دیں''۔

(فتاوی انوار شریعت، ج ا،ص ۲۲۲)

یہ عمل عند الضرورۃ تھا

چونکہ یہ حیلہ تھا اور حیلہ صرف ضرورت شدیدۃ کے وقت ہی اختیار کیا جاتا ہے اور الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ مگر آج اسے ایک رسم بنا دیا گیا ہے۔

حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت

حیلہ اسقاط کو فقہاء نے صرف ''مباح'' لکھا ہے یعنی اس کے کرنے پر نہ تو کوئی ثواب ہے اور چھوڑنے پر نہ ہی کوئی گناہ۔ ہاں میت کے ساتھ ایک خیر خواہی والا معاملہ ہو جاتا ہے۔
اگر کسی ذمہ دار فقیہ نے اس پر ''مباح'' سے بڑھ کر کوئی حکم لگایا ہے تو ہمارے علم میں

لایا جائے۔ مگر آج اسے فرض و واجب کا درجہ دے دیا گیا ہے اور یہ شریعت کا قاعدہ ہے کہ ہر مستحب جسے واجب کے درجے تک پہنچا دیا جائے اس کا ترک لازم ہے۔

مروجہ حیلہ اسقاط بدعت ہے

مولانا احمد رضا خان صاحب علامہ عینی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

بل فی البنایۃ شرح الھدایۃ للامام العینی عن شرح الجامع الصغیر لامام الاجل فخر الاسلام ان الخرقۃ التی یمسح بہا الوضو محدثۃ بدعۃ یجب ان تکرہ لانہا لم تکن فی عہد رسول اللہ ﷺ ولا احد من الصحابۃ والتابعین قبل ذالك

بلکہ امام عینی کی شرح ہدایہ بنایہ میں امام اجل فخر الاسلام کی شرح جامع صغیر سے نقل ہے کہ وضو کا پانی پونچھنے کیلئے یہ جو کپڑے کا ٹکڑا وضع ہوا ہے نو ایجاد بدعت ہے جس کا مکروہ ہونا ضروری ہے اس لئے کہ اس سے پہلے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھا نہ صحابہ و تابعین میں سے کسی دور میں تھا۔

(فتاوی رضویہ جدید، ج ا،ص ۳۳۳)

پس مروجہ حیلہ اسقاط نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں تھا نہ صحابہ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے دور میں تھا۔ اور نہ فقہاء مجتہدین نے اسے ذکر کیا پس یہ بدعت سیئہ ہوا۔

پھر خان صاحب بریلوی ایک جگہ حلیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''وان کان علی سبیل المواظبۃ کان بدعۃ مکروھۃ
اس میں دوام ہو تو طریقہ متوارث کے خلاف ہونے کی وجہ سے بدعت مکروہہ ہے''۔

(فتاوی رضویہ جدید، ج ۷،ص ۴۳۱)

مروجہ حیلہ اسقاط بھی اس طریقہ متوارثہ جس کو فقہاء نے ذکر کیا ہے کہ خلاف ہونے کی وجہ سے اور ایک مباح کام پر دوام اختیار کر جانے کی وجہ سے بدعت سیئہ و ناجائز ہوا۔

مروجہ حیلہ اسقاط کی خرابیاں

ماقبل میں حیلہ مروجہ کے جو مختلف طریقے بتلائے گئے۔ان میں سے کوئی طریقہ بھی فقہاء کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق نہیں۔ہر جگہ کا اپنا ایک حیلہ اسقاط ہے۔یہ اختلاف ہی اس کے رواجی اور بدعت وخودساختہ ہونے کی دلیل ہے۔اگر یہ مروجہ حیلہ اسقاط شریعت کے اصولوں کے مطابق ہوتا تو ہر جگہ ایک ہی طرح سے ہوتا۔بہرحال مروجہ حیلہ اسقاط کئی خرابیوں کا مجموعہ ہے۔

پہلی خرابی

ایک خودساختہ طریقے کو فقہاء کے بتلائے ہوئے صحیح حیلہ پر منطبق کردیا گیا ہے۔حالانکہ دونوں میں بون بعید ہے۔ایک شخص کسی مزار کے گرد چکر لگائے اور اس کیلئے دلیل فقہاء کی کتب میں موجود طواف کی دے تو یہ کتنا کھلا دجل وفریب ہے؟ یہی کام مروجہ حیلہ اسقاط والے مولوی کرتے ہیں کہ اپنے ایک خودساختہ طریقہ کو فقہاء کا بتلایا ہوا طریقہ بتلاتے ہیں۔

دوسری خرابی

مروجہ حیلہ اسقاط ایک رسم کے طور پر کیا جاتا ہے۔اب اس کو شریعت کا مسئلہ کوئی بھی نہیں کہتا۔بلکہ کہیں برادری میں ناک نہ کٹ جائے بس اس ڈر سے اس رسم کو ادا کیا جاتا ہے۔

تیسری خرابی

حیلے کیلئے جو رقم نکالی جاتی ہے وہ میت کے مشترکہ مال میں سے نکالی جاتی ہے۔جس میں یتیم کا مال بھی ہوتا ہے۔نیز دوسرے ورثاء خصوصاً بیوہ وغیرہ سے کسی قسم کی کوئی اجازت نہیں لی جاتی۔یوں یہ مال کسی کا غصب شدہ حرام مال ہوتا ہے۔جسے اپنی مرضی سے تقسیم کیا جاتا ہے۔

بریلوی مفتی فتاوی عالمگیری کے حوالے سے لکھتا ہے:

"وان اتخذطعاماللفقراکان حسنا اذا کانت الورثة بالغين ان کانت فی الورثة صغيرالم يتخذوا ذالك"

(انوار شریعت، ج ا،ص ۲۲۲)

یعنی اگر وارثین میں سب بالغ ہوں تو بطور ایصال ثواب فقیروں کو کچھ دینا پسندیدہ عمل ہے اور اگر نابالغ ہوں تو دینا جائز نہیں۔

ایمان سے بتائیں کیا آج اس کا خیال رکھا جاتا ہے؟ کیا اسقاطی مولوی صاحبان نے کبھی ورثاء سے پوچھا کہ یہ جو مال تم لائے ہو کیا میت کا ورثہ تقسیم ہو چکا ہے؟ کہیں اس میں کوئی نابالغ تو نہیں؟

چوتھی خرابی

اس حیلے میں کسی طور پر بھی کسی دوسرے کو اس چیز کا مالک نہیں بنایا جاتا نیز آخر میں میت کے ورثاء اپنی مرضی سے وہ مال سب میں تقسیم کرتے ہیں۔حالانکہ اگر ہبہ یا صدقہ شرعی طور پر ہوا ہے تو اس پر اس شخص کا حق ہے جسے سب سے آخر میں یہ ملا۔

پانچویں خرابی

حیلہ اسقاط میں یہ بنیادی شرط تھی کہ جس فقیر کو دیا جائے وہ اپنے آپ کو اس کا ایسا مالک سمجھے کہ اگر اس پر قبضہ کرکے نہ لوٹانا چاہے تو اس پر کوئی زور وزبردستی نہیں ہوگی۔لیکن آج ذرا ایسا کرکے دیکھ لیں کسی بھی حیلے کے دائرے میں بیٹھ جائیں اور جب وہ مال آپ تک پہنچے تو آپ کہیں میں اس کا مالک ہوگیا ہوں میں اب نہیں دیتا۔امید ہے کہ ایسا کہنا اور اس پر بضدر ہنے کے بعد آپ سے ملاقات ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ ہی میں ہوگی تجربہ شرط ہے۔

لہذا شرعی طور پر نہ صدقہ ہوا نہ ہبہ۔

چھٹی خرابی

میت کے مال کے بارے میں اس چیز کی بالکل تحقیق نہیں کی جاتی کہ وہ جو مال چھوڑ کر گیا ہے وہ حلال تھا یا حرام؟ ظاہر ہے کہ اگر مال حرام ہے تو اس سے صدقہ کرنا کفر ہے۔وہ اصل مالکوں کا حق ہے۔

ساتویں خرابی

فقہاء نے جس طریقے کو ذکر کیا تھا اس کا حکم بھی زیادہ سے زیادہ "مباح" کا تھا یعنی کوئی کرے تو کوئی ثواب نہیں اگر نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں۔ لیکن اب اس اس رسم کو ایسا ضروری سمجھ لیا گیا ہے کہ نہ کرنے والوں کو طرح طرح کے طعنہ دیے جاتے ہیں۔ ہمارے کوئٹہ کے ایک شاگرد کے بقول کہ جب اس نے اپنے باپ کا حیلہ اسقاط کرنے سے انکار کر دیا تو قبرستان میں بدعتی مولوی ان کے گلے پڑ گئے۔

شریعت کا یہ قاعدہ ہے کہ ایک جائز امر جس کو آپ واجب یا فرض تک لے جائیں تو وہ بدعت و ناجائز ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مروجہ حیلہ اسقاط تو دور بدعتی مولویوں نے تو فقہاء کے ذکر کردہ حیلہ اسقاط کو بھی فرض و واجب کا درجہ دے دیا ہے۔ لہٰذا اس مروجہ حیلہ اسقاط کا ترک ہر صورت لازمی ہے۔ ملاحظہ ہو اس کی تفصیل۔

بریلویوں کے ہاں حیلہ اسقاط کا حکم

مفتی عبدالقیوم ہزاروی لکھتا ہے:

"حیلہ مروجہ موسومہ باسقاط جائز و درست ہے اس کا منکر پرلے درجے کا گمراہ بے دین بدمذہب ہے"۔

(القول المحتاط ص ۲۳ رضا اکیڈمی لاہور پاکستان)

پرلے درجے کا گمراہ بے دین و بدمذہب یعنی معاذ اللہ کافر ہے۔

بریلوی مذہب کے سیف من سیوف اللہ مولوی محبوب رضوی اس کے منکر کا حکم لکھتے ہیں:

"جو شخص حیلہ اسقاط کو فضول بتاتا ہے وہ گمراہ بد دین ہے"۔

(بخشائش عزیزاں ص ۱۰ طبع اول دارالاشاعت مارہرہ ہند)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"اب دیوبندی اس رواج کو فضول بتا کر اور مصطفی پیارے کو جھٹلا کر جہنم کے کس گڑھے میں

گئے"۔ (بخشائش عزیزاں، ص ٦)

مولوی مفتی وقارالزماں نے فتاوی سمرقندیہ میں حضرت عمر فاروق و عثمان رضی اللہ عنہما کی دوران قرآن والی روایت کو صحیح تسلیم کر کے مناظرے کے آخر میں پیش کیا۔ اسی طرح مفتی عبدالقیوم ہزاروی نے اپنی کتاب "القول المحتاط فی جواز حیلۃ الاسقاط" کے ص ۲۱، ۲۲ پر اس روایت کو درست تسلیم کرتے ہوئے نقل کیا ہے۔ اسی طرح بریلویوں کے شیخ الحدیث والتفسیر مفتی فیض احمد اویسی نے "الاقساط فی حیلۃ الاسقاط ص ۱۲، ۱۳" پر اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اب اسی روایت میں ہے:

"نہیں، تو مطلقاً حیلہ کا انکار کفر اور حیلہ اسقاط کا انکار فسق ہے کیونکہ یہ حضرت عمر سے ثابت ہے"۔

(سمرقندیہ بحوالہ فتاوی رضویہ قدیم، ج ۲، ص ۶۵۱)

ظاہری بات ہے فسق کا حکم تبھی لگے گا جب حیلہ اسقاط واجبات میں سے ہو۔

پیر سیف الرحمن کا مایہ ناز خلیفہ احمد علی شاہ سیفی نے تو یہاں تک لکھ دیا:

"ہم اہلسنت و جماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ مروجہ دورہ اسقاط جائز اور مستحب ہے خوارج کلاب النار وہابیہ خبیثہ اسے بدعت و حرام کہتے ہیں جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ وہابی اور خارجی ہے"۔

(حسام السیفیہ، ص ۱۰۸ جامعہ امام ربانی اورنگی ٹاؤن)

یعنی اب ان کے ہاں حیلہ اسقاط یہ عقیدہ بن چکا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی نظام الدین ملتانی نے تو بغیر کسی قیل وقال کے صاف واضح فتوی دیا کہ:

"ہر دو صورت میں ولی پر اسقاط کرنا واجب ہے"۔

(فتاوی انوار شریعت، ج ۱، ص ۲۲۱، سنی دارالاشاعت ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد)

ماقبل کی ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ اہل بدعت کے ہاں یہ حیلہ اسقاط اس قدر لازم ہو چکا ہے کہ اسے عقیدہ کا درجہ دے دیا گیا ہے اور اس کا منکر سخت فاسق، گمراہ، بے دین، بدمذہب ہے۔ مفتی وقارالزماں صاحب کو گلہ تھا کہ مفتی ندیم صاحب زید مجدہ نے فرمایا کہ اگر اس حیلہ اسقاط سے انکار کر دیا جائے تو لوگ مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں یہ مفتی صاحب نے جھوٹ بولا۔

معاذ اللہ۔ اب ماقبل کی تفصیل سے خود ہی فیصلہ کریں کہ مفتی صاحب زید مجدہ نے جھوٹ بولا یا آپ نے اپنے آبائی ڈھیٹ پن وتعصب کا اظہار کیا؟۔

موجودہ زمانے میں حیلہ اسقاط کا حکم

ماقبل کی تفصیل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ اہل بدعت کے ہاں حیلہ اسقاط مروجہ فرض سے بھی بڑھ کر عقیدہ کا درجہ حاصل کرچکا ہے۔ اگر کوئی ان کتب کو نہ مانے تو وہ خود بھی تجربہ کرسکتا ہے اور جہاں حیلہ ہو رہا ہو وہاں اس کو ناجائز نہیں صرف اتنا کہہ دے کہ حیلہ نہیں ہوگا اس کی ضرورت نہیں اور پھر اپنا حشر دیکھے یا اگر اس کے علاقے میں یہ حیلہ ہوتا ہے تو وہاں کہہ دے کہ میرے رشتہ دار کا حیلہ اسقاط نہیں ہوگا اور پھر اپنا حشر دیکھے۔

اب جب ایک جائز کام جس کو لوگ اس قدر ضروری سمجھ لیں کہ نہ کرنے والے کو ملامت شروع کردیں۔ اور وہ سنت یا واجب یا فرض کے درجے تک پہنچ جائے تو وہ جائز کام بھی ناجائز ہوجاتا ہے۔ ملاحظہ ہو تصریحات فقہاء:

علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وما یفعل بعد الصلوۃ فمکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ و کل مباح یودی الی ہذا فمکروہ"۔

(شرح منیۃ المصلی، ص ۶۱۷)

نماز کے بعد جو لوگ (ایک مخصوص طریقے پر) سجدہ شکر ادا کرتے ہیں تو یہ مکروہ ہے اس لئے کہ جاہل لوگ اس سنت یا ضروری سمجھتے ہیں۔

فتاوی عالمگیری میں بھی اسی طرح ہے:

"ومایفعل عقیب الصلوات مکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ و کل مباح یودی الیہ فمکروہ"۔ (فتاوی عالمگیری، ج ۱، ص ۱۹۶)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

أَنَّ الْبِدْعَةَ مُرَادِفَةٌ لِلْمَكْرُوهِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ

(شامی، ج ۶، ص ۳۳۷ کتاب الحظر والاباحۃ)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدعت مکروہ کے مترادف ہے۔

یعنی بدعت ومکروہ ایک ہی ہے۔ پس معلوم شد کہ مروجہ حیلہ اسقاط مکروہ تحریمی یعنی بدعت سیئہ ہے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا:

"فالعمل بالنافلۃ التی لیست بسنۃ علی طریق العمل بالسنۃ اخراج النافلۃ عن مکانہا المخصوص بہا شرعا ثم یلزم من ذالك اعتقاد العوام فیہا ومن لاعلم عندہ انہا سنۃ وہذا فساد عظیم لان الاعتقاد مالیس بسنۃ نحو من تبدیل الشریعۃ کما لو اعتقد فی الفرض انہ لیس بفرض او فیما لیس بفرض انہ فرض ثم عمل علی وفق اعتقادہ فانہ فاسد فالعمل فی الاصل صحیحا فاخراجہ عن بابہ اعتقادا و عملا من باب افساد الاحکام الشرعیۃ"

(الاعتصام، ج ۱، ص ۲۱۳، ۲۱۴، المکتبۃ المعروفیہ)

سو ایسے نوافل جو سنت نہیں ہیں ان پر ایسے طریقے پر عمل کرنا جس طریقے سے سنت پر عمل کیا جاتا ہے نوافل کو ان کے مخصوص مکان سے جو شرعا ان کا ہے نکالنا ہے پھر ان سے عوام کا اور جن کو کوئی علم نہیں ہوتا یہ اعتقاد پیدا ہوجاتا ہے کہ یہ عمل سنت ہے اور یہ ایک بہت بڑا افساد ہے۔ کیونکہ جو چیز سنت نہیں اس کو سنت اعتقاد کرلینا اور سنت کی طرح اس پر عمل کرنا ایک گونا شریعت کو تبدیل کرنا ہے جیسا کہ کوئی شخص فرض کو غیر فرض اور غیر فرض کو فرض اعتقاد کرکے اپنے عقیدے کے موافق اس پر عمل کرے تو یہ فاسد ہے۔ یہ مان لیا کہ اصل میں عمل صحیح ہے لیکن اس کو اعتقادا یا عملا اس کے باب سے نکالنا شریعت کے احکام کو بگاڑنے کی قبیل سے ہے۔

پس حیلہ اسقاط جس کا ذکر فقہاء نے اپنی کتابوں میں دیا وہ اپنی اصل کے اعتبار سے جائز اور صحیح ہے۔ لیکن اب اہل بدعت اور عوام الناس نے اس حیلہ اسقاط کے نام پر اپنے کھانے پینے کے نت نئے طریقے نکال کر اسے سنت فرض وواجب کا درجہ دے دیا ہے اور گویا شریعت کی شکل

بگاڑ دی۔

لہذا مروجہ تما قسم کے حیلہ اسقاط ناجائز، مکروہ و بدعت ہوں گے۔

مولانا احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

''صلوۃ الرغائب وصلوۃ البراۃ وصلوۃ القدر کہ جماعت کثیرہ کے ساتھ بکثرت بلاد اسلام میں رائج تھیں متاخرین کا ان پر انکار اس نظر سے ہے کہ عوام سنت نہ سمجھیں ولہذا وجیز کردری میں بعد بحث و کلام فرمایا اگر ان نمازوں کو کوئی اس لئے ترک کرتا ہے کہ لوگ جان لیں کہ یہ شعار اسلام نہیں تو یہ اچھا کام ہے''۔

(فتاوی رضویہ جدید، ج ۷، ص ۴۳۲)

تو اہل بدعت سے گزارش ہے کہ اس کام کو ترک کردیں تاکہ لوگ کم ازکم اتنا تو جان لیں کہ یہ سنت وشعار اسلام میں سے نہیں۔ مگر یہ اسقاطی مولوی زہر کا پیالہ تو پی لیں گے لیکن اس عمل کو ترک نہیں کریں گے۔

مروجہ حیلہ اسقاط پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بانی کا تاریخی فتوی

مفتی وقارالزماں صاحب بریلوی نے دوران مناظرہ یہ مطالبہ بھی کیا کہ اپنے کسی ایک عالم کا فتوی دکھادو جس نے اس مروجہ حیلہ اسقاط کو بدعت کہا ہو۔ اس کا جواب اگرچہ مناظرے میں دے دیا گیا۔ لیکن چونکہ یہ بدعت زیادہ تر پشتون علاقوں میں رائج ہے لہذا میں صوبہ خیبر پختونخواہ کے سب سے بڑے مدرسے ''جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک'' کے بانی حضرت مولانا مفتی عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی پیش کرنے لگا ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ اس کے بعد مقامی لوگ مزید قیل و قال سے پرہیز کرکے اس بدعت سے توبہ تائب ہوں گے۔ نیز اس فتوے میں بڑی تفصیل کے ساتھ مروجہ بدعی حیلہ اسقاط کے مفاسد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

فتوی

حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت

سوال:۔ آج کل اکثر علاقوں میں یہ رواج ہے کہ میت کے ساتھ قرآن مجید قبرستان لے جاتے ہیں اور قرآن مجید پر کچھ نقد رقم رکھ کر چند آدمی آپس میں اس کو پھراتے ہیں اور اس طریقہ کو اسقاط کہا جاتا ہے۔ اور اس کے جواز میں قرآن کریم کی آیت **وابتغوا الیہ الوسیلۃ (الآیۃ)** پیش کی جاتی ہے۔ ازراہ کرم اس مسئلہ کے جواز یا عدم جواز کے متعلق پوری وضاحت فرمائیں؟

الجواب: واضح رہے کہ جس مکلف (عاقل، بالغ، مسلمان) سے نماز روزہ عمداً یا غیر عمداً فوت ہوئے ہوں تو اس پر فرض ہے کہ ان کی باقاعدہ قضاء کرے اور قضاء نہ کرنے کی صورت میں یہ شخص مجرم ہوگا۔ اور زندگی سے مایوسی کے وقت اس پر وصیت کرنا ضروری ہوگا۔ یعنی وہ وصیت کرے گا کہ اس کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے ایک تہائی (۱/۳) سے ہر نماز اور روزہ کے بدلے میں دو سیر (انگریزی) گندم یا اس کی قیمت مساکین کو ادا کی جائے اور ایسی وصیت نہ کرنے کی صورت میں یہ شخص مجرم اور گناہگار مرے گا۔ البتہ اگر اس شخص کا مال نہ ہو یا مال کا ایک تہائی (۱/۳) وصیت نہ کی ہو تو وارث وغیرہ اس میت کی طرف سے باقاعدہ حیلہ اسقاط کرسکتے ہیں۔

(رد المحتار، ج۱ص۴۹۱، ۴۹۲، باب صلوۃ الجنائز مطلب فی اسقاط الصلوۃ عن المیت)

حیلہ کی تشریح:

حیلہ یا مخرج اس مباح کام اور گفتار کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ سے کسی مقصود کی طرف پوشیدہ طریقہ سے رسائی حاصل ہو۔ کمافی المفردات ص ۱۳۸۔ الحیلة مایتوصل بہ الی حالة ماخفیة انتہی وفی فتح الباری ج ۱۲ص ۲۷۴ھی مایتوصل بہ الی مقصود طریق خفی۔ انتہیٰ۔

حیلہ کی اقسام:

حیلہ کی بہت سی اقسام ہیں۔ ان میں سے بعض یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

(الف) وہ حیلہ ہے جو تحلیل حرام کیلئے ہو اور ابطال شریعت کیلئے ہو، جیسا کہ اصحاب السبت نے تحلیل صید کیلئے کیا تھا، اور بعض یہود نے تحلیل شحم (چربی) کیلئے کیا تھا۔ (رواہ البخاری)

یہ حیلہ بے شک وشبہ حرام اور ناجائز ہے۔

(ب) وہ حیلہ ہے جو کہ حرام سے بچنے اور فراغت ذمہ اور اسقاط واجب کیلئے ہو، جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے کیا تھا، اور جیسا کہ پیغمبر ﷺ نے ایک مریض غیر شادی شدہ کیلئے کیا تھا۔۔ رواہ ابوداؤد ص ۶۱۴۔ قالوا ما رئینا باحد من الناس من الضر مثل الذی ھو بہ لو حملنا الیک لتفسحت عظامہ ماھو الا جلد علی عظم فامر رسول اللہ ﷺ ان یاخذوا لہ مأة شمراخ فیضربوہ بھا ضربة واحدة۔

(ابوداؤد ج۲ص ۲۵۸ کتاب الحدود، باب فی اقامة الحد علی المریض)

خلاصہ یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس شخص (جس سے زنا صادر ہوا تھا اور وہ غیر شادی شدہ تھا) کے متعلق بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ اس جیسا کہ تکلیف میں مبتلا ہم نے کسی اور کو نہیں دیکھا ہے، اگر ہم اس کو یہاں لائیں تو اس کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی، اس کی ہڈیوں پر صرف چمڑہ رہ گیا ہے پس پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کو خرما کے ایک گچھا سے (جس کی

سو شاخیں ہوں) ایک دفعہ مارا جائے اور یہ حیلہ جائز ہے، نہ منسوخ ہے اور نہ مخصوص ہے۔ اور یہی مروی ہے عطاؒ اور امام شعبیؒ اور اس کو احناف شوافع اور حنابلہ نے مختار کہا ہے بخلاف مالکیہ اور سلفیہ کے جن کے نزدیک یہ حیلہ مشروع نہیں ہے۔

فلیراجع الی تفسیر القرطبی، ج۱ص ۲۱۳، وشرح الاشباہ للحموی ص ۴۱۸ وفتح الباری ج ۱۲ ص ۲۷۵ کتاب الحیل)

فقہاء کرام کی آراء

حیلہ اسقاط جس طرح باصلہا ثابت ہے تو اسی طرح فقہاء کرام (خصوصا وہ فقہاء جن سے اکابر دیوبند فتاوی نقل کرتے ہیں) نے اس کی مشروعیت پر تصریح کی ہے۔ (فلیراجع الی رد المحتار ج ۱ ص ۶۸۷ والطحاوی ص ۲۶۳، والشرح الکبیر ص ۴۹۷ وخلاصہ الفتاوی ج۱ص ۱۵۳ والبحر ج ۲ ص ۹۱، والاشباہ والنظائر ص ۴۱۸ وھکذا فی غیر واحد من الفتاوی) لہذا اس حیلہ کی مشروعیت میں کوئی شبہ نہ ہوگا۔

شرائط

البتہ اس حیلہ کی مشروعیت کیلئے کچھ شرائط بھی ہیں جن کی رعایت نہایت ضروری ہے۔

(الف): یہ کہ عدم وصیت کی صورت میں ورثاء میں غائب اور نابالغ نہ ہوں کیونکہ ان کے اموال سے تبرع ناجائز ہے۔

(ب): یہ کہ دائرہ میں صرف مساکین بیٹھے ہوں، غنی کو دینے سے فراغت ذمہ حاصل نہیں ہوتی۔

(ج): یہ کہ مسکین کو واقعی تملیک کیا جائے نہ کہ فرضی اور لسانی، ورنہ اس حیلہ سے مقصود حاصل نہ ہوگا۔ (کمافی منحة الجلیل، ج۱ص ۲۲۵ ویجب الاحتراز من ان یلاحظ الوصی عند دفع للفقیر الھزل والحیلة ان یدفعھا حقیقة لا تحلیلا ملاحظا ان الفقیر اذا ابی عن الھبة الی الوصی کان لہ ذالک ولا یجبر علی الھبة، انتہی)

خلاصہ یہ کہ وصی وغیرہ پر ضروری ہے کہ مسکین کو تھیلی وغیرہ دینے کے وقت ہزل یا حیلہ کا ارادہ نہ کرے گا بلکہ اس تھیلی وغیرہ کا مسکین کو واقعی اور حقیقی تملیک کرے گا۔(حتی کہ اگر یہ مال کافی مقدار میں ہو اور حیلہ کرتے وقت حج کے داخلہ کا اعلان ہوا تو اس مسکین پر حج فرض ہوگا۔ دوسرے شخص کو ہبہ کرنے سے یہ فرض ساقط نہ ہوگا) اور یہ ملحوظ رکھے گا کہ اگر مسکین نے واپس دینے سے منع کیا تو یہ اس کیلئے درست ہوگا اور اس کو مجبور نہ کیا جائے گا۔

فقہاء کرام کے حیلہ اسقاط اور مروجہ حیلہ اسقاط میں فرق

(۱) فقہاء اپنے اسقاط کو حیلہ اسقاط سے تعبیر کرتے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ اسقاط نہ فرض ہے، نہ واجب، نہ سنت، نہ مستحب۔ کیونکہ حیلہ کی شرعی حیثیت اس طرح نہیں ہوتی بلکہ زیادہ سے زیادہ اس کی حیثیت اباحت کی ہوسکتی ہے۔ وہ بھی تب جبکہ اس میں محرمات شرعیہ کا ارتکاب نہ ہو، جبکہ مروجہ اسقاط کی حیثیت عوام الناس میں فرض و واجب سے بھی بڑھ کر ہے۔ بلکہ اس کو پورا کرنے میں قطعی فرائض چھوڑ دینے کی بھی پروا نہیں کرتے۔

ونص علیہ فی تبیین المحارم فقال لا یجب علی الولی فعل الدور وان اوصی بہ المیت لانہا وصیۃ بالتبرع والواجب علی المیت ان یوصی بما بما یفی بما علیہ ان لہ لم یضق الثلث عنہ۔

(ردالمحتار، ج ۱ ص ۴۹۲، باب الفوائت تحت مطلب فی بطلان الوصیۃ بالختمات والتہالیل)

(۲) فقہاء کرام رحمہ اللہ علیہم نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ فعل دور کا یہ حیلہ اسقاط صرف ان اموات کیلئے ہے جو فقیر اور غریب ہوں یعنی ان کے ترکہ میں اتنی گنجائش نہ ہو کہ اس میں شرعی طریقہ سے فوت شدہ نمازوں اور روزوں کا فدیہ فی نماز اور فی روزہ شرعی نصف صاع گندم یا پورا صاع جو پورا ہو سکے۔ امرا اور اغنیاء کیلئے یہ حیلہ اسقاط ایجاد نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن عوام میں اس حیلہ کا استعمال صرف فقراء اور غریب اموات کیلئے نہیں بلکہ امراء اغنیاء اور سلاطین تک کیلئے یکساں طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ جن اموات کے ترکہ میں سے پورا فدیہ ادا کیا جا سکتا ہو ان کے ترکہ سے فوت شدہ نمازوں اور روزوں کا پورا فدیہ دنکالنا ضروری ہے۔ بشرطیکہ میت نے اس کی وصیت

بھی کی ہو اور ثلث ترکہ میں وہ پورا ہوسکتا ہو، نہ کہ ان کیلئے بھی مروجہ حیلہ اسقاط پر عملدرآمد کیا جائے۔

(۳) یہ بھی فقہاء کی کتابوں میں بصراحت مذکور ہے کہ اگر میت مالدار ہو اور اس نے وصیت بھی نہ کی ہو تو میت کے اولیاء پر حیلہ اسقاط لازم نہیں ہے، نہ ان میں سے ایک وارث دیگر تمام ورثاء کی اجازت کے بغیر ترکہ میں سے کچھ بھی اس طرح کے حیلوں پر خرچ کرسکتا ہے۔ کیونکہ وہ شرعا ایسا کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ اور اگر کسی وارث نے دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر ایسا کیا تو شرعا دوسرے وارثوں کا یہ ضامن ہوگا۔ فتاوی بزازیہ میں اس کی تصریح بھی موجود ہے۔ جبکہ مروجہ اسقاط میں اس کا خیال اصلا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ہر حالت میں اسکو لازم اور ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ورثاء میں کوئی نابالغ یا غیر حاضر ورثا بھی موجود ہوں یا حاضر ورثاء ناراض ہوں تو اس وقت بھی ان میں سے جو بڑا وارث ہو وہ لازما یہ اسقاط کر کے تمام ورثاء کا بے جا حق تلف کرے گا اور خرچ کیا ہوا مال تمام ورثہ کے ذمہ مشترکہ طور پر ڈالا جائے گا، حالانکہ یہ شریعت مقدسہ کے سراسر خلاف ہے۔

(۴) فقہاء نے مال اسقاط کا مصرف صرف فقراء اور مساکین کو قرار دیا ہے کوئی خاص طبقہ اس کیلئے مخصوص نہیں کیا گیا۔ نہ اس کیلئے کوئی خاص وقت مقرر کیا گیا ہے۔ مگر عوام کے اسقاط میں ایک طرف مخصوص طبقہ اس کیلئے مقرر ہے اگر اس طبقہ کے علاوہ اسقاط کا مال شہر کے دوسرے فقراء و مساکین یا یتیموں اور بیواؤں وغیرہ پر تقسیم کیا جائے تو یہ اسقاط ان کے نزدیک جائز ہی نہیں ہوسکتا۔ دوسری طرف اس کیلئے جنازہ کا خاص وقت مقرر کیا گیا ہے جو اس سے آگے پیچھے کیا ہی نہیں جاسکتا، نہ آگے پیچھے کرنے کو وہ جائز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ شریعت میں اس طرح کی کوئی قید نہیں لگائی گئی ہے۔

(۵) فقہاء کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ فعل دور سے قبل میت کی فوت شدہ نمازوں اور روزوں کا حساب کیا جائے۔ پھر جتنا مال برائے فدیہ یعنی اسقاط مقرر کیا گیا ہو اس کا اندازہ لگایا جائے گا کہ وہ کتنی نمازوں کیلئے فدیہ ہوسکتا ہے، تو اس حساب سے نمازوں کیلئے وہ فدیہ بن سکتا ہے۔ فعل دور اس اندازے کے مطابق اس وقت تک جاری رکھا جائے گا کہ پوری عمر کی فوت شدہ نمازوں کیلئے

کفارہ ہو سکے (یعنی پوری عمر میں جو اکا دکا نمازیں غلطی سے رہ گئی ہیں۔ساجد) یعنی فعل دور پوری نمازوں کے اندازے اور تعداد کے مطابق کیا جائے گا نہ کہ اس سے کم۔جبکہ عوام کے اسقاط میں فعل دور صرف تین دفعہ کیا جاتا ہے اگر چہ یہ تین دفعہ کا دور پوری نمازوں کیلئے کافی نہ ہو بلکہ اس سے کم ہو،نیز میت کی نمازوں کا حساب بھی نہیں کیا جاتا اور نہ ہی فدیہ کا اندازہ معلوم کیا جاتا ہے۔

(۶) فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ جس حلقہ میں مال اسقاط کا دور کیا جانا ہو اس میں غنی اور مالدار آدمی پر گز نہ ہو،کیونکہ غنی اور مالدار کیلئے واجبی فدیہ کا مال لینا جائز نہیں بلکہ حرام ہے،لہٰذا دور کے حلقہ میں کوئی غنی اور مالدار ہرگز نہ ہوگا،لیکن عوام کے اسقاط میں جو لوگ دور میں شریک ہوتے ہیں وہ اکثر مالدار اور غنی ہوتے ہیں جن کیلئے صدقات واجبہ کا مال لینا قطعی طور پر حرام ہوتا ہے۔لہٰذا یہ مروجہ اسقاط فقہاء کا اسقاط ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(۷) عوام کے اسقاط میں قرآن مجید کو جز فدیہ بنایا جاتا ہے اور قرآن مجید کے بغیر کوئی اسقاط کیا ہی نہیں جاتا۔حالانکہ معتبر کتب فقہ میں جہاں اسقاط کا مسئلہ ذکر کیا گیا ہے وہاں قرآن مجید کے متعلق اس بات کا نام ونشان نہیں ملتا کہ اس کو بھی مال اسقاط کا جزو بنا کر پھیرا جائے۔اس موقعہ پر بعض آئمہ مساجد قرآن کریم کے ساتھ بیع کا ایک معاملہ کرتے ہیں جو نہایت غلط بھی ہے اور پر فریب بھی۔چنانچہ میت کے وارث کا اگر اپنا کوئی قرآن نہ ہو تو یہ آئمہ حضرات اس پر دوسرے شخص کا قرآن ہزار دو ہزار روپیہ پر ھزلا فروخت کرتے ہیں اس میں ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ جب ہزار دو ہزار روپیہ پر قرآن مجید فروخت کر کے پھر اس کو مال فدیہ کے ساتھ جز بنا دیا جائے تو فدیہ کی تعداد زیادہ ہو جائے گی۔کیونکہ فدیہ کے ساتھ دو ہزار روپیہ کا قرآن بھی شامل کر دیا گیا ہے۔حالانکہ یہ بیع تو اولا بیع ہی نہیں کیونکہ یہ بیع ہزلا ہے جدا نہیں ہے۔اور تمام علمائے فقہ واصول لکھتے ہیں کہ ہزلا بیع بیع شرعی نہیں۔نہ اس سے مبیع کسی کی ملکیت میں آتی ہے۔تاوقتیکہ ہزل سے اعراض کر کے ثانیا بطور جدا بیع نہ کی جائے۔ثانیا بالفرض اگر یہ بیع منعقد بھی ہو جائے تو فدیہ کے ساتھ قرآن مجید رکھنے سے فدیہ کی تعداد ہزار دو ہزار روپیہ تک کیسے بڑھ سکتی ہے؟ جبکہ ہزار دو ہزار اس کی قیمت نہیں بلکہ ثمن بذمہ مشتری مقرر کیا گیا ہے۔اور فدیہ میں اگر شامل ہو سکتی ہے تو صرف قرآن مجید کی اصلی قیمت اور مالیت شامل ہو سکتی ہے جو ظاہر ہے کہ ہزار دو ہزار نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ دس

بارہ روپے تک پہنچ سکتی ہے۔فقہا کرام کے اسقاط میں اس قسم کی پر فریب چالوں کا اصلا ذکر نہیں ہے یہ صرف مروجہ عوامی اسقاط ہی میں پائی جاتی ہیں۔

(۸) فقہاء کرام کے نزدیک اسقاط صرف اس دور کو کہتے ہیں جو حلقہ کے اندر کیا جائے اس سے ان کے نزدیک اسقاط پورا ہو جاتا ہے۔اس کے بعد مال کی تقسیم ورثاء کے ذمہ پر فرض یا واجب نہیں ہے،نہ اس پر کسی درجہ میں اسقاط کا توقف ہے اور اپنی مرضی سے اگر صدقہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں مگر اس میں بھی یہ ضروری نہیں کہ کل مال تصدق کریں یا انہیں لوگوں پر تصدق کریں جو میت کی چارپائی کے اردگرد حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے ہوں بلکہ اس میں سے اگر تھوڑا سا بھی خرچ کر دیا جائے اور حلقہ والوں کے علاوہ دوسرے فقراء ومساکین کو دیا جائے تب بھی ثواب ملے گا۔اور اسقاط میں کوئی نقص نہیں آئے گا۔اس کے برعکس مروجہ دور اسقاط کے بعد مال کی تقسیم بھی ضروری ہے اس کے بغیر اسقاط ہو ہی نہیں سکتا یا کم سے کم مکمل نہیں ہو سکتا۔اور یہ تقسیم بھی ان لوگوں پر ضروری ہے جنہوں نے محنت کر کے دور کا عمل کیا ہے۔ان کے علاوہ دوسرے فقراء ومساکین پر اگر یہ مال تقسیم کیا جائے تو پھر اپنے اسقاط کا تماشہ دیکھ لیں کہ اس کی کیا گت بنتی ہے۔

(۹) ان تمام چیزوں کے علاوہ ننانوے فیصد لوگ اس اسقاط کو ایک رسم اور رواج سمجھ کر ریا اور نمائش کیلئے کرتے ہیں یا اس لئے کرتے ہیں کہ لوگوں میں ان کی بدنامی نہ ہو اور لوگ ان کا مذاق نہ اڑائیں،ایسے لوگوں کی نیت اصلا ثواب کی نہیں ہوتی ہے۔اور اگر ریا ونمود ونمائش یا بدنامی سے بچنے کیلئے خواہ لاکھوں کروڑوں روپیہ خرچ کر دیا جائے اس کا ذرہ برابر بھی ثواب نہیں ملتا۔لہٰذا ایسے اسقاطوں میں میت کو بھی کوئی ثواب یا نفع نہیں پہنچتا ہے،البتہ اسقاط کرنے والوں کی لوگوں میں نیک نامی ضرور ہوتی ہے۔اور ان لوگوں کو بھی دنیوی منفعت مل جاتی ہے۔جن کے ہاتھ اسقاط میں چند روپے آجاتے ہیں،میت بے چاری کو اس طرح کے اسقاطوں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

(۱۰) اس کے علاوہ عوام کے اسقاط میں مال کی تقسیم بڑے غلط طریقے سے کی جاتی ہے،یعنی جو لوگ عزت دار اور ذی وجاہت ہوتے ہیں اور کسی بڑی مسجد کے پیش امام ہوتے ہیں ان کو تو دو دو تین تین بلکہ اس سے بھی زیادہ روپے دیتے ہیں اور غریب محتاج طالب علم یا دیگر فقراء و

مساکین جوکسی مسجد کے پیش امام نہیں ہوتے ہیں، ان کو ایک یا دو آنے دیئے جاتے ہیں۔

اب انصاف سے کہیئے کہ یہ تمام چیزیں مروجہ اسقاط میں پائی جاتی ہیں یا نہیں؟ اگر پائی جاتی ہیں اور یقیناً پائی جاتی ہیں تو براہ کرم یہ بھی بتائے کہ مروجہ اسقاط کو فقہاء کے اسقاط کے ساتھ کوئی مناسبت ہے یا نہیں؟ پھر کس طرح یہ دعوی کیا جاسکتا ہے کہ چونکہ فقہاء نے اپنی کتابوں میں اسقاط کا ذکر کیا ہے اس لئے عوام الناس میں جو اسقاط رائج ہے یہ بھی جائز ہوگا۔ کیونکہ اس کا نام بھی اسقاط ہے۔ حاشا وکلا

اس بنا پر اسقاط کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ اگر کہیں یہ اسقاط فقہاء کرام کی تعلیم کردہ اسقاط کے موافق کیا جاتا ہو اور اس میں مندرجہ بالا مفاسد میں سے ایک بھی موجود نہ ہو تو وہ جائز ہوگا اور کار ثواب ہوگا بشرطیکہ اس کو فرض یا واجب جان کر نہ کیا جائے اور اگر مندرجہ بالا مفاسد میں سے بعض مفاسد اس میں پائے جاتے ہیں تو وہ اسقاط ان مفاسد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگا نہ کہ کار ثواب۔ ایسے حضرات کو چاہئے کہ پہلے قانون وراثت کی رو سے میت کے ترکہ میں سے پہلے اس کا قرض ادا کریں اس کے بعد ورثا کے مابین شرعی قانون کے مطابق باقیماندہ ترکہ تقسیم کرکے ہر ایک وارث کو اپنا اپنا حصہ دے دیں۔ اس کے بعد ورثاء میں سے کوئی اپنی مرضی اور خوشی کے ساتھ میت کے ایصال ثواب کیلئے جتنا مال چاہے خرچ کرے۔ یہی صحیح اور شرعی طریقہ ہے۔ جو کہ سلف صالحین سے منقول ہوتا چلا آیا ہے۔ اور قرآن وحدیث کے احکامات کے ساتھ مطابقت بھی رکھتا ہے۔ واللہ اعلم

(فتاوی حقانیہ، ج ا،ص ۶۰ تا ۶۷ کتاب البدعۃ والرسوم)

حیلہ حرام سے بچنے کیلئے مشروع ہے نہ کہ حرام کرنے کیلئے

حیلہ اس واسطے مشروع ہے کہ اس کے ذریعہ سے کسی حرام کام سے بچا جائے اگر حیلے سے حرام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو یا کسی کا حق مارا جا رہا ہو تو وہ جائز نہیں۔ چنانچہ عالمگیری میں ہے:

مذہب علمائنا رحمہم اللہ تعالی ان کل حیلۃ یحتال بہا الرجل لابطال حق الغیر اولادخال شبہۃ فیہ اولتمویہ باطل فہی مکروھۃ وکل حیلۃ یحتال بہا الرجل لیتخلص بہا عن حرام اولیتوصل بہا الی حلال فہی حسنۃ

(فتاوی عالمگیری، ج ۶،ص ۲۹۰)

ترجمہ: ہمارے علماء کا مذہب یہ ہے کہ ہر حیلہ جس کو آدمی اس واسطے کرتا ہے کہ اس سے حق غیر باطل ہو جائے یا اس میں کوئی شبہ پیدا ہو جائے یا بغرض تمویہ باطل کرتا ہے تو وہ مکروہ ہے۔ اور ہر وہ حیلہ جس کو اس غرض سے کرتا ہے کہ حرام سے خلاصی ہو یا اس کے وسیلہ سے حلال تک پہنچ جائے یعنی حلت حاصل ہو تو یہ جائز ہے۔

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ حیلہ کا جواز نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وھذا کلہ اذا لم یود الی الضرر باحد"

(الاشباہ والنظائر،ص ۳۹۷)

(حیلہ کی یہ صورتیں اس وقت جائز ہوں گی) جب اس سے کسی کو ضرر نہ پہنچے۔

آج کے مروجہ حیلوں کو دیکھ لیا جائے کہ کیا اس میں دوسروں کا حق نہیں مارا جا رہا ہے؟ یتیم کا مال اسقاط میں دے دیا جاتا ہے، غریب ورثاء برادری کے طعنوں کے ڈر کے مارے اس کو انجام دے رہے ہیں۔ بڑے بڑے نواب جنہوں نے ساری زندگی زکوۃ نہیں دی اور مرنے کے بعد اتنا ترکہ چھوڑا کہ ثلث مال سے اگر ساری زندگی کی نمازوں، روزوں کا بھی فدیہ دے دیا جائے تو بھی مال بچ جائے گا۔ اسقاط کے نام پر کل ثلث کے بدلے چند ٹکے مولوی کو دے کر غریب، مسکین، فقراء کا حق مار رہے ہیں۔ لہذا مروجہ حیلہ مکروہ وناجائز حیلے کے زمرے میں

آتا ہے۔ جو کسی طور جائز نہیں۔

مفتی احمد یار گجراتی کی ایک عبارت

بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی مروجہ تیجوں اور ختمات کے متعلق لکھتے ہیں:

''میت والوں کے گھر تیجہ اور چالیسواں کی روٹی کرانا اور اس سے برادری کی روٹی لینا حرام و مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا یہ مروجہ تیجہ، دسواں، چالیسواں، چھ ماہی برسی کی برادری کی دعوتیں کھلانے والے اور کھانے والے دونوں گناہگار ہیں یہ کھانا صرف غریبوں فقیروں کا حق ہے کیونکہ یہ صدقہ و خیرات ہے اور اگر میت کا کوئی وارث بچہ ہے یا سفر میں ہے تو بغیر تقسیم کئے ہوئے اس کا مال خیرات کرنا بھی حرام ہے کہ نہ یہ فقیروں کو جائز نہ مالداروں کو''۔

(اسلامی زندگی، ص ۱۲۲ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

آگے اس کی مزید بھی خرابیاں مفتی صاحب نے گنوائی ہیں کہ ان رسموں نے کئی گھر تباہ کر دیے، قرض اٹھا کر یہ کام کئے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو یہ سب خرابیاں آج کے مروجہ حیلہ اسقاط میں بھی ہے۔ بیچارہ ایک غریب مرتا ہے جب وہ بیچارہ کمار ہا تھا تو نان شبینہ کا محتاج ہے اور اب چند روپے چھوڑ کر گیا کہ بیوی اور بچوں کے کام آئے۔ اس غریب کے مال سے کئی ہزار نکال کر موٹی موٹی توندوں والے ملاؤں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

وارثین میں بچے اور غائب ہوتے ہیں ترکہ کو شرعی طور پر تقسیم کرنے کے بجائے میت کے بھائی یا والد یا دیگر رشتہ دار اپنی من مانی سے جتنا روپے چاہے نکال کر حیلے کے نام پر تقسیم کر رہے ہوتے ہیں۔ لہٰذا مفتی احمد یار گجراتی کے اس فتوے کی رو سے بھی مروجہ حیلہ اسقاط مکروہ تحریمی اور اس میں تقسیم کیا ہوا مال فقیروں اور امیروں کو لینا حرام ہے۔

جائز کام سے جب پھوٹ پڑے تو ناجائز ہو جاتا ہے

حیلہ اسقاط زیادہ سے زیادہ ایک جائز کام تھا۔ اور یہ اہل بدعت کا اصول لکھا ہوا ہے کہ ایک جائز کام سے جب پھوٹ پڑے تو وہ ناجائز ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مولانا احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

جائز بات جس سے فتنہ و نفرت پیدا ہو اور آپس میں پھوٹ پڑے ناجائز ہو جاتی ہے۔

(فتاوی رضویہ قدیم، ج ۵، ص ۱۸)

بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی لکھتے ہیں:

''اگر غیر ضروری عبادت ایسے فساد کا ذریعہ بن جائے جو ہم سے مٹ نہ سکے تو اس کو چھوڑ دیا جائے''۔

(تفسیر نور العرفا ص ۲۲۴، سورۃ الانعام، آیت ۱۰۸)

آج مروجہ حیلہ اسقاط برادریوں میں ایک فتنہ بن گیا ہے جو بیچارہ متبع سنت اس رسم کو ادا کرنے سے انکار کر دیتا ہے اس کے گلے پڑ جاتے ہیں۔ آپس میں مناظروں تک کی نوبت آ گئی ہے۔ پھر جب نئی کوئی فرض، واجب نہیں اور نہ ہی اس سے مردے کے ذمہ واجبات کا ادا ہونا ایک یقینی امر ہے۔ جن فقہاء نے اس کو لکھا انہوں نے بھی زیادہ سے زیادہ حسن ظن تک کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس سے درگزر ہو جائے تو پھر ایک غیر ضروری کام پر اتنا تشدد کیوں؟

بریلوی اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ نکاح میں بھی تو بری رسمیں آ گئی ہیں۔ پھر ان رسموں کو ختم کرنے کیلئے کیا نکاح ختم کر دیں؟ یہ قیاس جہالت پر مبنی ہے۔ نکاح غیر ضروری نہیں بلکہ ایک حکم شرعی ہے۔ لہٰذا اس کے ختم کرنے سے شریعت کا ایک عظیم حکم ختم کرنا لازم آئے گا۔ لہٰذا اس میں سے بری رسموں کو مٹایا جائے گا۔ اصل حکم پر عمل کیا جائے گا۔ لیکن مروجہ حیلہ اسقاط یا اس قسم کی دوسری بدعات کوئی شرعی حکم یا ضروری نہیں اور ان میں جو برائیاں در آئی ہیں ان کو ختم کرنا اب نہ تمہارے بس میں ہے اور نہ تمہارے لہٰذا مفتی احمد یار گجراتی کے بقول اس اصل کام کو ہی ختم کر دیا جائے گا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

بریلوی مفتی صاحبان کا جھوٹ

ماقبل کی تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو چکا کہ ہم نہ تو مطلق ''حیلہ'' کے منکر ہیں اور نہ ہی ''حیلہ اسقاط شرعی'' کے منکر ہیں۔ لیکن دوسری طرف بریلوی مفتی احمد یار گجراتی اور مفتی فیض احمد اویسی صاحب کے اس جھوٹ کو بھی ملاحظہ کر لیں:

''اس مسئلہ پر قادیانی اور دیوبندی جماعتوں کے کچھ اعتراضات ہیں''۔

اس کے بعد ان اعتراضات کو نقل کیا:

''حیلہ کرنا خدا کو اور مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے۔ نماز روزہ عبادت بدنی ہے اور فدیہ مالی ہے مال بدنی عبادت کا کفارہ کسی طرح نہیں ہوسکتا۔۔۔ کچھ بنی اسرائیلوں نے حیلہ کرکے مچھلی کا شکار کیا تھا۔ قرآن فرماتا ہے لیس علی الانسا الاما سعیٰ''۔۔

(جاء الحق ص ۳۴۳ تا ۳۴۵ و اسقاط ص ۳۳ تا ۴۲)

حالانکہ یہ ان دونوں حضرات کا صریح جھوٹ ہے کہ علمائے دیوبند مطلقاً حیلہ کا یا حیلہ اسقاط کے منکر ہیں۔ یہ حضرات تو اب اس دنیا میں نہیں رہے اور اپنی شرکیات و بدعات کا خمیازہ قبروں میں بھگت رہے ہوں گے اور آخرت کی رسوائی الگ۔ لیکن ان کے ماننے والوں میں سے کسی میں جرات ہے تو ثبوت دیں کہ علمائے دیوبند مطلق حیلے یا حیلہ اسقاط کے منکر ہیں۔

ان کی عقلوں کا حال تو یہ ہے کہ دیوبندیوں کو حیلہ یا حیلہ اسقاط کا منکر کہہ کر آگے خود اویسی صاحب اپنی کتاب میں عنوان لگاتے ہیں: ''مخالفین سے تائید'' (الاسقاط ص ۴۵)

جب یہ منکر ہیں تو تائید کا کیا مطلب؟

بریلوی حضرات کے دلائل

پہلی دلیل

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب قسم کھائی کہ میں اپنی بیوی کو سو لکڑیاں ماروں گا تو اللہ نے بتلایا کہ سو تنکوں والی جھاڑو لیکر اپنی بیوی کو مار دو تو قسم پوری ہو جائیگی یہ ایک قسم کا حیلہ تھا۔

(جاء الحق، القول المحتاط، الاسقاط، وغیرہ)

جواب:

اسی کا نام دجل وفریب ہے جو باطل کا وطیرہ ہے۔ اس آیت سے مطلق حیلہ ثابت ہوتا ہے اور ہم مطلق حیلے کے منکر نہیں۔ اسی آیت کی تفسیر میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل سے حیلے کے جواز پر کلام کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو معارف القرآن، ج ۷، ص ۵۲۲، ۵۲۳)

دوسری دلیل

اس موضوع پر لکھی جانے والی قریباً تمام بدعتی کتب میں مطلق فدیہ دینے کو بھی مروجہ حیلہ اسقاط کی دلیل بنایا گیا ہے۔

جواب:

یہ بھی دجل وفریب ہے۔ نماز روزوں کا فدیہ دینے سے علمائے دیوبند نے کب انکار کیا ہے؟

بلکہ یہ تو سب سے صحیح شرعی صورت ہے کہ اصل تو یہی ہے کہ اگر اتنا مال چھوڑا ہو کہ فدیہ بآسانی ادا ہوسکے تو فدیہ ادا کرنا چاہئے۔ اسی طرح قریباً تمام فقہی کتب میں علمائے دیوبند نے اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے کہ شیخ فانی یا ایسا مریض کی اب اس کی صحت کی امید جاتی رہی تو مضان کے روزوں کا فدیہ ادا کرے البتہ نماز جب تک سر کے اشارے سے پڑھ سکتا ہے پڑھے۔ ہم اس کے کب منکر ہیں؟ لیکن اس سے مروجہ حیلہ اسقاط کیسے ثابت ہوگیا؟

اگر فدیہ ادا کرنا ہی حیلہ اسقاط تھا تو پھر "حیلہ اسقاط" وضع کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی کسی پہاڑ کا چکر لگا کر معاذ اللہ اسے حج کہہ دے اور دلیل میں مطلق حج وطواف کی فضیلتیں سنانا شروع کر دے۔

کوئی اذان میں اشھد ان علیا ولی اللہ کا اضافہ کر دے اور دلیل پر جواب دے کہ کیا تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ولی ہونے کے منکر ہو؟ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کیسے کیسے فضائل بیان کئے۔ دیکھو پوری امت ان کو ولی مان رہی ہے۔ مگر بریلوی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دشمن ہیں۔ ہم اذان میں ان کی ولایت کا اقرار کر رہے ہیں یہ منکر ہیں۔

اب بدعتی جواب دیں اس رافضی کا یہ جواب سوائے دجل کے اور کچھ ہے؟

تیسری دلیل

تمام فقہاء نے حیلہ اسقاط کو اپنی کتب فقہ میں ذکر کیا ہے۔
(جاء الحق، مقیاس حنفیت، القول المحتاط، الاسقاط، بخشائش عزیزاں وغیرہ)

جواب:

ہم اور ہمارے اکابر اس شرعی طریقے کے منکر نہیں۔ ہم نے اس کا طریقہ ماقبل میں لکھ دیا ہے۔ مناظرہ ٹانک میں بھی اہل حق کی طرف سے مقرر کردہ مناظر حضرت مولانا مفتی ندیم صاحب زید مجدہ نے صحیح طریقہ اسقاط کا انکار نہیں کیا تھا بلکہ اس کا طریقہ بھی بتلایا تھا۔ بحث تو مروجہ حیلہ اسقاط میں ہے جس میں کئی خرابیاں ہیں۔

فتاوی سمرقندیہ کی عبارت کو بطور دلیل پیش کرنا

فتاوی سمرقندیہ کی ایک عبارت جس کا ترجمہ اور حکم آگے چل کر خان صاحب بریلوی کے فتاوی سے آرہا ہے۔ اس کو مفتی وقار الزماں صاحب نے بھی مناظرہ ٹانک میں پیش کیا۔ فریق مخالف کے مفتی فیض احمد اویسی صاحب نے بھی اس کو بطور دلیل پیش کیا اور مولوی محبوب علی رضوی نے بھی پیش کیا۔ یہ مکمل عبارت اور اس کا حکم خان صاحب بریلوی کی کتاب سے ملاحظہ فرمائیں۔

"مسئلہ ۱۲۱۵: از ریاست رام پور مرسلہ حبیب اللہ بیگ جماعت مولوی فاضل اورنٹیل کالج ۱۷ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طریقہ اسقاط جو ملک افغانستان میں مروج ہے وہ شرعاً ثابت اور مستحسن ہے یا نہیں، اگر ثابت ہے تو اس کی کیا دلیل ہے، اور فدیہ صوم اگرچہ منصوص ہے لیکن فدیہ صلوٰۃ پر کون سی نص ہے اور یہ یعنی دوران قرآن کیوں متروک العمل ہے اور یہ ہندوستان میں کیوں مروج نہیں، بر تقدیر ثانی یہ عبارت فتاوی سمرقندیہ کی بالکل غلط ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے:

جب امام ربانی محمد بن حسن الشیبانی نے ہر معاملہ کے بارے میں کتاب الحیل لکھی تو اس پر علماء بغداد نے اعتراض کیا یہ بات خلیفہ بغداد کو پہنچی تو اس نے کہا وہ کتاب مجھے لا کر دو اگر اس کی عبارات اصول کے موافق ہیں تو ٹھیک ورنہ ہم اسے جلا دیں گے اور علماء نے اعتراض حسداً کیا تھا، امام نے کتاب خلیفہ وقت کو دی اس نے جب اسے پڑھا تو بہت متعجب ہوا، علماء کو طلب کیا اور کہا حسد سے بالاتر ہو کر دقتِ نظر سے اس کا مطالعہ کرو، جب انھوں نے اس کتاب کو پڑھا تو سب کہنے لگے کہ امام محمد نے بہت خوب کام کیا ہے اللہ تعالیٰ تا قیامت ان کو اجر عطا فرمائے، پھر خلیفہ نے امام سے پوچھا ان مسائل کا استنباط کرتے وقت کونسی اصل آپ کے پیش نظر تھی، تو انہوں نے فرمایا میں نے حضرت ایوب، حضرت یوسف علیہم السلام کے واقعات اور حیلہ ربا کی سنت اور حد سے انہیں مستنبط کیا ہے خلیفہ نے علماء سے کہا جو شخص حیلہ کا انکار کرتا ہے اس نے تو قرآن، حدیث اور اجماع کا انکار کیا تو اس پر تعزیر لازم ہے۔ جب خلیفہ نے کتاب کا ایک ورق اٹھایا تو اس کی نظر حیلہ اسقاط پر پڑی، امام نے کہا کہ حیلہ کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وارث محتاج کو قابل قرأت قرآن بیچ دے پھر وہ فقیر اس وارث کو ہبہ کر دے، پھر اسی طرح مسلسل کیا جائے حتی کہ پورا ہو جائے شاید اللہ تعالیٰ اسے روزہ، نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کا فدیہ بنا دے۔ علما نے کہا کہ آپ نے بہت خوب بات فرمائی ہے اللہ تعالیٰ تمھاری عمر میں برکت دے پس اسے اپنی کتاب میں تحریر فرما دو اور یہ طریقہ خلیفہ کے دور میں مروج رہا الدر البرر للامام غزالی۔ شارح سمرقندی نے فرمایا، ہمیں عباس بن سفیان نے ابن عتبہ سے انہوں نے ابن عوف سے انہوں نے محمد انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے کہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اہل ایمان! قرآن کو مردوں کی نجات کے لئے وسیلہ بناؤ اور حلقہ بنا کر یوں عرض کرو اے اللہ! اس میت کو عزت قرآن کی برکت بخش دے اور اسے ایک دوسرے کے ہاتھ میں دو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے آخری دور میں جبیبہ بنت عربد زوجہ ملاب کی وفات کے موقعہ پر قرآن کے ایک حصہ سے ایسا کیا، لیکن یہ عمل خلافت عثمان میں مشہور نہ ہوا پھر ہارون الرشید کے زمانہ میں قرآن کا دور حیلہ اسقاط کے لئے بغیر کسی اعتراض کے مشہور ہوا تو اس حیلہ کی اصل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت اور یہ بات اگرچہ مشہور کتب احادیث میں نہیں لیکن کتب تاریخ میں سند قوی کے ساتھ مشہور ہے جیسا کہ عظیم مورخ صاحب الفتوح نے بیان کیا کہ ہمیں ابو عاصم نے ابن جریج سے انہوں نے ابن شہاب، انہوں نے ابن سلمہ، انہوں نے ابن موسیٰ سے بتایا کہ حضرت عمر نے بیس آدمیوں کے حلقہ میں قران کے ایک جز کو لیا دیا اور یہ اس خاتون کے جنازہ کے بعد کیا جو ملاب انصاری کی بیوی اور جبیبہ بنت عربد کے لقب سے مشہور تھی اس کا نام محفوظ نہیں، تو مطلقاً حیلہ کا انکار کفر اور حیلہ اسقاط کا انکار فسق ہے کیونکہ یہ حضرت عمر سے ثابت ہے، ہمیں سعید نے ایوب سے انہوں نے جمیع سے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر سے بتایا کہ نماز جنازہ کے بعد قرآن کا دور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایجاد کیا انتہی۔ فتاوی سمرقندی میں عتبہ کے حوالے سے منقول ہے۔ (ت) نیز اس میں دوران قرآن کی نسبت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے وہ صحیح ہے یا نہیں اور اس کی سند کیسی ہے؟

الجواب:

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے سوا اور حضرات سے جو کچھ روایات بے سروپا اس عبارت میں مذکور ہیں سب باطل و افتراء ہیں، نہ یہ عبارت فتاوی سمرقندیہ میں ہے اس پر بھی افتراء ہے، اور بے چارہ افتراء کرنے والا عربی عبارت بھی باقاعدہ نہ بنا سکا اپنی ٹوٹی پھوٹی جاہلانہ خرافات کو صحابہ و ائمہ کی طرف منسوب کیا''

(فتاوی رضویہ جلد ۸، ص ۸۲ او فتاوی رضویہ قدیم، ج ۲، ص ۶۵۱)

ملاحظہ فرمائیں اس روایات کو بدعتیوں کا مجدد زماں ''خرافات'' سے تعبیر کر رہا ہے۔ مگر آج

اس قول کی بنیاد پر دیوبندیوں کو الزام دیا جا رہا ہے کہ حیلہ کے نام پر دوران قرآن کرو۔ تم مردوں کے دشمن ہو وغیرہ وغیرہ۔

تنبیہ

فتاوی سمرقندیہ راقم الحروف کے پاس نہیں۔ پشاور سے شائع ہو چکی ہے۔ حضرت مولانا عبد الرحمن عابد صاحب زید مجدہ کے ذمہ بندے نے لگایا تھا کہ اس عبارت کو تلاش کرے مگر ان کو بھی نہیں ملی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فیض احمد اویسی بریلوی کے اعتراضات

اس روایت کے متعلق حضرت امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا کہ امام ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ ایک بہت بڑے فقیہ ہیں مگر فن روایت اور حدیث میں تو حضرات محدثین کرام کی طرف رجوع کیا جائے گا''۔

(راہ سنت، ص ۲۸۷)

فیض احمد اویسی صاحب کا دھوکا

فیض احمد اویسی صاحب نے اپنی دیانت کا پورا پورا مظاہرہ کرتے ہوئے اس عبارت کو یوں بدل دیا:

''فتاوی سمرقندی کی عبارت تمہارے لئے مفید نہیں کیونکہ صاحب فتاوی ابو اللیث سمرقندی اگرچہ بہت بڑے فقیہ تھے مگر فن روایت و حدیث میں ان کا کوئی اعتبار نہیں''۔

(الاسقاط، ص ۱۲)

یہ اس اسقاطی مولوی کی اپنی خود ساختہ عبارت ہے حضرت امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی کوئی بات نہیں کی کہ: ''امام ابو اللیث سمرقندی کا فن روایت و حدیث میں کوئی اعتبار نہیں''۔

اس کے بعد فیض احمد اویسی صاحب کا نسیم الریاض کے حوالے سے یہ کہنا کہ علامہ سمرقندی

امام جلیل ہیں کئی کتب کے مصنف ہیں ۔ یا ان کے قوی حافظہ پر حوالہ جات پیش کرنا یہ بھی اویسی صاحب کے فن حدیث سے جہالت کی شرمناک مثال ہے ۔

علم کے دشمنو! یہ کس نے کہا ہے کہ ایک آدمی بہت بڑا فقیہ ہو یا اس کا حافظہ انتہائی قوی ہو تو وہ حدیث میں بھی امامت کے درجے پر فائز ہو جاتا ہے؟

فیض احمد اویسی نے احمد رضا خان بریلوی کو ثانی امام بخاری اور امام المحدثین کہا ہے ۔

(احادیث موضوعہ اور امام احمد رضا ص ۲)

مگر احمد رضا خان اسی روایت کو نہ صرف بے سروپا کہہ رہے ہیں بلکہ سرے سے فتاوی سمرقندی ہی میں اس کے ہونے کے منکر ہیں ۔ اب کیجیے وہ بے ہودہ بکواس جو امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کی گئی ۔

واقدی کی توثیق

اویسی نے حضرت امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے واقدی پر پیش کی گئی جروحات سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لی ۔ اور فتح القدیر کا حوالہ پیش کیا کہ انہوں نے واقدی کی توثیق کی تو صاحب فتح القدیر نے واقدی کی روایت کو بیر بضعہ کے حوالے سے بیان کیا یعنی ایک تاریخی کے مسئلہ میں اور تاریخ میں واقدی کو علماء نے ثقہ لکھا ہے ۔ لہذا یہ حوالہ ہمارے خلاف نہیں ہم تو حدیث کی بات کر رہے ہیں ۔

بالفرض حدیث کے باب میں ہی صاحب فتح القدیر نے توثیق کی ہو تب بھی جمہور کے خلاف ہے اس لئے قابل قبول نہیں ۔ ابن الہمام ؒ کے کئی تفردات وشاذ اقوال ہیں واقدی کی توثیق بھی انہی شاذ اقوال میں شمار ہوگی ۔

اب سنئے واقدی کے بارے میں جمہور محدثین کی رائے

وقال البخاری الواقدی مدنی سکن بغداد متروك الحديث تركه أحمد بن المبارك وابن نمير وإسماعيل بن زكريا وقال فى موضع آخر كذبه أحمد وقال معاوية بن صالح قال لى أحمد بن حنبل الواقدى كذاب وقال لى يحيى

بن معين ضعيف وقال مرة ليس بشیء وقال مرة كان يقلب حديث يونس يغيره عن معمر ليس بثقة وقال مرة ليس بشیء ... وقال بن سعد كان عالما بالمغازى والسيرة والفتوح واختلاف الناس فى الحديث والأحكام واجتماعهم ... قال الشافعی فيما أسنده البيهقی كتب الواقدی كلها كذب وقال النسائى فى الضعفاء الكذابون المعروفون بالكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم أربعة الواقدى بالمدينة ومقاتل بخراسان ومحمد بن سعيد بالشام وذكر الرابع وقال بن عدى أحاديثه غير محفوظة والبلاء منه وقال بن المدينى عنده عشرون ألف حديث يعنى ما لها أصل وقال فى موضع آخر ليس هو بموضع للرواية وإبراهيم بن أبي يحيى كذاب وهو عندى أحسن حالا من الواقدى

(تہذیب التہذیب، ج۹ ص ۳۶۷ تا ۳۶۸)

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک لکھتے ہیں:

واستقر الاجماع على وهن الواقدى

(میزان الاعتدال، ج ۳ ص ۶۶۶)

اور بریلوی محقق اسلام مولانا احمد علی نقشبندی نے واقدی پر یہ تمام جروحات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

"گزشتہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ الواقدی کو اگر سنی تسلیم کر لیا جائے تو سخت مجروح آدمی ہے لہذا اس کی روایات قابل حجت نہ رہیں گی اور اگر یہ دیکھا جائے کہ خود شیعوں نے اسے شیعہ عالم قرار دیا ہے اور تقیہ کرنا اس کا لازمہ ثابت کیا تو پھر ہو سکتا ہے کہ اس نے سنیت کو بطور تقیہ اختیار کیا"۔

(میزان الکتب، ص ۴۰۸)

خود اویسی فتح القدیر کا حوالہ جس فتاوی رضویہ سے نقل کر رہے ہیں اس میں ہے:

"امام واقدی کو جمہور اہل اثر نے چنیں و چناں کہا جس کی تفصیل میزان وغیرہ کتب فن میں مسطور لاجرم تقریب میں کہا متروك مع سعة علمه (علمی وسعت کے باوجود متروک ہے"۔

(فتاوی رضویہ جدید، ج ۵،ص ۵۲۶)

تعجب ہوتا ہے کہ یہاں تو خان صاحب محض ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق پر جمہور محدثین کو جھٹلا رہے ہیں مگر دوسری جگہ خود انہی ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''تنہا محقق (ابن الہمام۔ساجد) کی اپنی بحث ہے نہ کہ آئمہ مذہب سے منقول نہ محققین مابعد میں مقبول خود ان کے تلمیذ علامہ قاسم بن قطلو بغا نے فرمایا ہے ہمارے شیخ کی جو بحثیں خلاف مذہب ہیں ان کا اعتبار نہ ہوگا''۔

(فتاوی رضویہ جدید، ج ۱،ص ۲۹۵)

اس کے بعد حضرت امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دو صفحات پر انتہائی قوی اشکالات اس روایت کے راویوں اور متن پر کئے تھے اور آخر میں خان صاحب بریلوی کا حوالہ پیش کیا تھا کہ وہ بھی اس کو جعلی مانتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو راہ سنت،ص ۲۸۸،۲۸۹)

اویسی صاحب ان تمام اشکالات کو اسقاط کا مال سمجھ کر ہضم کر گئے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کتاب الحیل

فریق مخالف کے شیخ الحدیث والتفسیر فیض احمد اویسی نے کسی کتاب ''درۃ البرر'' کے حوالے سے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کتاب الحیل منسوب کرتے ہوئے حیلہ اسقاط کا ذکر کیا۔

(الاسقاط،ص ۲۱)

اور آگے چل کر اسی کتاب الحیل کے متعلق لکھتے ہیں:

''چونکہ حیلہ اسقاط کی ایک صورت بھی بیان کی گئی تھی اس لئے مخالفین نے اسی میں عافیت سمجھی کہ یہ کہہ دیا جائے کہ یہ کتاب امام محمدؒ کی ہی نہیں''۔

(الاسقاط،ص ۳۹)

حالانکہ واقعۃ کتاب الحیل امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہے۔ملاحظہ ہو اس پر ایک تحقیق۔

ائمہ احناف نے کتاب الحیل کی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی جانب نسبت کی تردید کی

ہے۔حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر ایک خاص کتاب لکھی ہے اس میں وہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے نقل کرتے ہیں:

الطَّحَاوِيُّ، سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ أَبِي عِمْرَانَ، يَقُولُ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَمَاعَةَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ، يَقُولُ: »هَذَا الْكِتَابُ يَعْنِي كِتَابَ الْحِيَلِ لَيْسَ مِنْ كُتُبِنَا، إِنَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا«. قَالَ ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ: إِنَّمَا وَضَعَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حَنِيفَةَ

(مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ،ص ۵۴،تاریخ الاسلام،ج ۱۲،ص ۳۶۱)

محمد بن سماعہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن الحسن سے کہا وہ کہتے تھے یہ کتاب یعنی کتاب الحیل ہماری کتابوں میں سے نہیں ہے اس میں بیرونی عناصر کی کارفرمائی ہے ابن ابی عمران کہتے ہیں کہ کتاب الحیل اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ نے وضع کی ہے۔

اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے براہ راست شاگرد اور ان کے علوم کے شارح و ناشر ہیں جنہوں نے ان کی فقہ کو مقبول عام بنانے میں بہت کوشش کی ان سے زیادہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سے کون واقف ہوسکتا ہے؟ وہ صاف سیدھی یہ بات کہتے ہیں کتاب الحیل ہماری کتابوں میں سے نہیں ہے اس میں بیرونی عناصر کی کارفرمائی ہے۔اگر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ کتاب الحیل میری تصنیف نہیں ہے تو ایک علیحدہ بات ہوتی۔وہ فقہ حنفی کے ائمہ یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سبھی سے اس کی نفی کر رہے ہیں کہ یہ ہماری کتابوں میں سے نہیں ہے۔

اس کی تائید اس قول سے بھی ہوتی ہے جو مشہور حنفی فقیہ اور محدث عبد القادر القرشی رحمۃ اللہ علیہ نے (الجواہر المضیۃ ۳/۵۷۶) میں ابوسلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے امام ابوسلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

کذبوا علی محمد،لیس له کتاب الحیل وانما کتاب الحیل لوراق

لوگ امام محمد کے سلسلے میں جھوٹ کہتے ہیں کتاب الحیل ان کی تصنیف نہیں ہے کتاب الحیل کسی وراق (نقل نویس) کی ہے۔

(یہ قول طبقات الحنابلہ، ج ۲ ص ۲۰۸ ،مبسوط، ۳۰ ص ۲۹۰ پر بھی ہے)

کتاب الحیل کی نسبت چونکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی جانب بھی بعض لوگوں نے کی ہے لہذا ابوسلیمان جوزجانی جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد ہیں انہوں نے کتاب الحیل کی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہونے کی نفی کی ہے.

مشہور حنفی فقیہ علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید یہ قول تفصیلی نقل کیا ہے:

وَقَالَ: إِنَّ الْجُهَّالَ يَنْسُبُونَ عُلَمَاءَنَا-رَحِمَهُمُ اللّٰهُ-إِلَى ذٰلِكَ عَلَى سَبِيلِ التَّعْيِيرِ، فَكَيْفَ يُظَنُّ بِمُحَمَّدٍ-رَحِمَهُ اللّٰهُ-أَنَّهُ سَمّٰى شَيْئًا مِنْ تَصَانِيفِهِ بِهٰذَا الِاسْمِ لِيَكُونَ ذٰلِكَ عَوْنًا لِلْجُهَّالِ عَلَى مَا يَتَقَوَّلُونَ

(المبسوط ۳۰ / ۲۹۰)

جاہل افراد ہمارے علمائے کی جانب کتاب الحیل کی نسبت شرم دلانے کیلئے کرتے ہیں لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کیسے گمان رکھا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی تصانیف میں اس طرح کی کوئی تصنیف کی ہوگی تاکہ جاہلین کی مزید حوصلہ افزائی ہو۔

مفتی فیض احمد اویسی صاحب نے جو لکھا ہے مجتہد فی المسائل سرخسی نے کہا ہے کہ ابوحفص کہتے تھے کہ یہ کتاب الحیل امام محمد ہی کی ہے۔

(الاسقاط ص ۳۷)

تو یہ بھی سوائے دجل کے اور کچھ نہیں۔ہم نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے باقاعدہ و باضابطہ شاگرد کا حوالہ دیا کہ امام ابوسلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب میرے استاد کی نہیں۔پھر خود امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کیا کہ کتاب الحیل کے نام سے کوئی کتاب ہمارے آئمہ نے نہیں لکھی۔

اس کے مقابلے میں سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا اس کتاب کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔مولانا احمد رضا خان صاحب امام صفار کے بارے میں لکھتے ہیں:

یہ امام علام صرف دو واسطہ سے شاگرد صاحبین ہیں امام نصیر بن یحیٰی سے اخذ علم کیا۔انہوں نے ابن سماعہ سے انہوں نے امام ابو یوسف سے اور امام نصیر نے ابوسلیمان جوزجانی سے اخذ کیا انہوں نے امام محمد سے یہ بالیقین اعرف بمذہب امام"۔

(فتاوی رضویہ جدید، ج ۹ ص ۷۸۸)

جب امام محمد سے دو واسطوں سے نقل کرنے والا اعلم بمذاہب ہوسکتا ہے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بغیر کسی واسطے کے نقل کرنے والا امام ابوسلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کیوں اعلم بمذہب امام محمد نہیں ہوسکتا؟

لہذا کتاب الحیل کے حوالے سے انہی کے قول کو ترجیح حاصل ہوگی جبکہ خود امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی اس کی تائید میں موجود ہے۔

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے اس کی ایک توجیہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ان کی مراد کتاب الحیل نہیں بلکہ مسائل حیل کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرنا ہے۔چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:

"فان الحیل فی الاحکام المخرجۃ عن الامام جائزۃ عند جمہور العلما"۔

(بحوالہ الاسقاط ص ۳۷)

کیونکہ احکام میں جو حیلے امام سے منقول ہیں وہ جمہور علماء کے نزدیک جائز ہیں۔

اور محض حیل کا امام سے نقل کرنا ہرگز اس بات کو مستلزم نہیں کہ کتاب الحیل بھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ہو۔حیل کے عنوان سے مسائل کو امام سے نقل کرنا الگ بات ہے ان کی طرف کتاب منسوب کرنا الگ بات ہے۔یہ توجیہ ہماری خود ساختہ نہیں بلکہ اہلسنت احناف کے عظیم محدث حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی توجیہ کو بیان کیا ہے۔

ولا عبرۃ بتصحیح السرخسی قول ابی حفص انہ من تصنیف محمد و کان یروی عنہ ذالک متمسکا ان الحیل فی الاحکام المخرجۃ عن الامام جائزۃ عند العلما لان جواز الحیل لا یدل علی کونہ کتاب الحیل علی ماھو علیہ من تصنیف محمد کما لا یخفی

(اعلاء السنن، ج ۱۸ ص ۴۴۴، کتاب الحیل)

اویسی صاحب کے دجل وفریب کی انتہاء

اس کے بعد فیض احمد اویسی صاحب نے ایک عربی عبارت کا غلط ترجمہ کر کے دجل وفریب کی انتہاء کر دی اویسی صاحب لکھتے ہیں:

وقال ابو سلیمان کذبوا علی محمد لیس له کتاب الحیل ابوسلیمان کہتے ہیں کہ لوگوں نے جھوٹ کہا کہ کتاب الحیل امام محمد کی نہیں"۔ (الاسقاط ص ۳۸)

حالانکہ صحیح ترجمہ اس طرح ہے:

واختلف مشایخنا رحمهم الله تعالى فی التعبییر عن ذالك فاختار کثیر التعبیر بکتاب الحیل واااختار کثیر کتاب المخارج واختاره فی الملتقط وقال ابو سلیمان کذبوا علی محمد رحمه الله لیس له کتاب الحیل"۔

(الاشباہ والنظائر ص ۳۹۷)

ہمارے مشایخ کا فن حیل کے عنوان میں اختلاف ہے۔کثیر علما نے کتاب الحیل کے عنوان کو پسند کیا۔اور بہت سوں نے کتاب المخارج کے عنوان کو پسند کیا اور اسی نام کو ملتقط میں اختیار کیا۔ اور ابوسلیمان نے کہا کہ **امام محمد پر لوگوں نے جھوٹ بولا کتاب الحیل امام محمد کی نہیں**۔

اویسی نے دھوکا دیتے ہوئے ترجمہ میں "کہ" کا اضافہ کر دیا۔لیس له مستقل جملہ ہے اس کا کذبوا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ احناف کے ہاں "حیل" کی تعبیر میں اختلاف ہے بعض نے اس فن کو "کتاب الحیل" سے تعبیر کیا اور بعض نے اس کو ناپسند کرتے ہوئے "کتاب المخارج" کا عنوان اپنایا۔اب اس پر ایک اعتراض مقدر ہے کہ جب کتاب الحیل کو کثیر علماء نے ناپسند فرمایا تو مدون مذہب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تو کتاب ہی کا نام "کتاب الحیل" ہے تو اسی اعتراض مقدر کا جواب ان کے شاگرد دے رہے ہیں کہ لوگوں نے اس کتاب کی جھوٹی نسبت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی ہے۔یہ کتاب ان کی نہیں۔

امام سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی اس قول کی مکمل وضاحت ماقبل میں ہم نے کر دی کہ وہ آگے ہی اس

کے بعد فرماتے ہیں کہ: وانما کتاب الحیل لوراق

یہ قصہ نویسوں کی کتاب ہے۔اویسی صاحب کیا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ قصہ نویس تھے؟ اور مبسوط ہی کے حوالے سے امام ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول تفصیل سے گزر چکا کہ جاہل لوگ کتاب الحیل کی نسبت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کرتے ہیں۔اللہ اکبر! امام ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا اور اویسی صاحب جیسے لوگ جنہوں نے یا تو عربی عبارت سمجھے بغیر اپنی جہالت کا ثبوت دیا یا جان بوجھ کر دجل سے کام لیا کہ ابوسلیمان کہتے ہیں کہ یہ کتاب امام محمد ہی کی ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ ہے دیانت وخدا خوفی اس فرقہ کی شیخ الحدیث والتفسیر کی۔اسی کتاب الحیل کے بارے میں حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی سن لو وہ تو کہتے ہیں کہ جس کے پاس کتاب الحیل ہے،اس کو کام میں لاتا ہے اور اس کے مطابق فتوی دیتا ہے تو اس کا حج باطل ہو گیا اور اس کی بیوی اس سے جدا ہو گئی اور اس کو جس نے وضع کیا ہے وہ شیطان سے بھی زیادہ شریر ہے

خیر سے ہمارے اسقاطی مولوی اسی کتاب کے مطابق حیلہ اسقاط پر فتوے دے رہے ہیں۔اب عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی کہہ دینا کہ معاذ اللہ عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بھی وہابی تھے حیلہ اسقاط کا انکار کرنے کیلئے کتاب الحیل کا انکار کر رہے ہیں۔

حدثنی الأزهری، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْمَدَائِنِيُّ، حدّثنا أحمد بن موسى الحزامی، حدّثنا هدبة- وهو ابن عبد الوهاب- حَدَّثَنَا أَبُو إسحاق الطالقانی قَالَ: سمعت عَبْدَ الله بْن المبارك يقول: من كان عنده كتاب حيل أبی حنيفة يستعمله- أو يفتی به- فقد بطل حجه، وبانت منه امرأته. فقال مولى ابن المبارك: يا أبا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ما أدری وضع كتاب الحيل إلا شيطان. فقال ابن المبارك: الذی وضع كتاب الحيل أشر من الشيطان.

(خطیب بغدادی، ج ۱۳، ص ۴۰۵)

تنبیہ

بریلوی حضرات نے لکھا ہے کہ مروجہ طریقہ اگرچہ حیلہ اسقاط نہیں مگر فائدے سے پھر بھی خالی نہیں کہ اس میں کچھ نہ کچھ صدقہ ہوجاتا ہے اور اس سے میت کو فائدہ ہی پہنچتا ہے۔ یہ بھی درست نہیں اس لئے کہ ماقبل میں ہم نے تفصیل سے ذکر کر دیا کہ اس طریقے میں کئی خرابیاں ہیں۔ لہٰذا اس سے میت کو صدقہ کا نہیں الٹا ایک بدعت کا رواج دینے کا گناہ البتہ ضرور ملے گا۔

صدقہ، خیرات، ایصال ثواب کرنے سے آپ کو کسی نے بھی منع نہیں کیا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق اپنے رشتہ داروں، محلوں میں بیوائیں، یتیم تلاش کریں۔ ان کو دیں ان کی گھریلو ضروریات پوری کریں، یتیم کی کفالت، ان کی تعلیم، ان کی شادی بیاہ میں ان رقوم کو خرچ کریں۔ آخر یہ صدقہ صرف مولوی کے پیٹ ہی کیلئے کیوں ہوتا ہے؟

یہ صدقہ نہیں صرف کھانے کے چکر ہیں تجربہ کر لیں

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے دیار میں جتنی بھی بدعات ہیں مثلاً، تیجہ، چالیسواں، میلاد، عرس، حیلہ اسقاط، قرآن خوانیاں سب مولویوں کے پیٹ کی پیداوار ہے اگر یقین نہ آئے تو ایک تجربہ کریں۔

اپنے محلے کے اسقاطی مولوی صاحب کے پاس جائیں کہ مولوی صاحب آپ کی طرف سے تیجہ چالیسواں، جمعراتی، برسیاں، ایصال ثواب، میلاد، اسقاط کے فضائل سن سن کر ہم تھک گئے ہیں ہر دفعہ جب کوئی میت مرتی ہے تو ایک فساد شروع ہوجاتا ہے۔ کیا یہ فضائل صرف ہمارے لئے ہیں؟ لہٰذا سب سے پہلے تو آپ ایک تیجے اس کے بعد چالیسویں اور چالیسویں تک ہر جمعراتی کی رسم شروع کریں اور اس میں پورے گاؤں والوں کو مدعو کریں۔

نیز ایک عظیم الشان محفل میلاد مع پرتکلف طعام کا بندوبست تو اسی ہفتے کر دیں۔

اس کے بعد آئندہ جب بھی محلے میں کوئی مرے اس کے تیجے وغیرہ کے فضائل پر بیان کرنے کے بعد سب سے پہلے جتنی آپ کی وسعت ہو پیسے نکال کر ورثاء کو دیتے ہیں کہ یہ میری طاقت تھی مردے کے ساتھ میری خیرخواہی تھی باقی کا بندوبست تم کر دو۔

اور مولوی صاحب سب سے اہم بات ان وہابیوں نے ہمارا جینا حرام کر دیا ان کے طعنے سن سن کر ہم تھک گئے ہیں۔ یہ ہمیں کہتے ہیں کہ یہ سب تمہارے مولوی کے پیٹ کے مسئلہ ہیں۔ اس نے اپنا پیٹ پالنے کیلئے یہ رسمیں نکالی ہوئی ہیں۔

مولوی صاحب! ہم سے آپ کی یہ توہین برداشت نہیں ہوتی لہٰذا آئندہ کیلئے پورے گاؤں، محلے میں جب بھی کوئی محفل میلاد ہو کوئی تیجہ چالیسواں عرس اسقاط ہو آپ نے اس میں آنا ہے اور خوب دھاڑتے ہوئے، پھر ترنم میں زبردست بیان کرنا ہے نعتیں سنانی ہیں۔

اور ایک گلاس پانی پی کر چلے جانا ہے۔ ہم آپ کو ایک روپیہ اور ایک گلاس شربت تک نہ دیں گے نہ پلائیں گے تاکہ ہم وہابیوں کا منہ کالا کر سکیں کہ دیکھو ہمارا مولوی نہ ایک دمڑی لیتا ہے اور نہ ہی بریانی، فیرنی، حلوے، قورمے کی رکابی کو ہاتھ لگاتا ہے۔

پورا محلہ ایک دفعہ یہ کام کر کے دیکھ لے انشاء اللہ سال بھر میں اگر ان بدعات وخرافات کا خاتمہ نہ ہوگیا اور وہ مولوی محلہ چھوڑ کر بھاگ نہ گیا تو میرا نام بدل دیں۔

اس دور میں حیلہ اسقاط کو بالکلیہ ترک کر دینا چاہئے

قارئین کرام! چونکہ اس دور میں شرعی حیلہ اسقاط بالکل متروک ہے۔ اور اپنے نام نہاد جاہلانہ وبدعی طریقے کو بدعتی وجاہل عوام الناس کتب فقہ میں مذکور صحیح حیلہ اسقاط کو بنیاد بنا کر کرتے ہیں۔

لہٰذا اس بدعت کا بالکلیہ دروازہ بند کرنے کیلئے میری رائے میں آج صحیح حیلہ اسقاط سے بھی لوگوں کو منع کرنا چاہئے۔ تاکہ اہل بدعت کو اپنی بدعات پر کوئی جواز کا موقع نہ ملے۔

اپنی اس بات پر میں دو نظائر بریلویوں کے گھر سے پیش کروں گا۔

مولانا احمد رضا خان صاحب سے تعزیہ کے متعلق سوال ہوا تو جواب دیتے ہیں:

"**تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضہ پرنور شہزادہ گلگوں قبا حسین شہید ظلم وجفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا** کہ تصویر مکانات وغیرہا ہر غیر جاندار کی بنانا، رکھنا، سب جائز، اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز، جیسے صدہا سال

سے طبقۃً فطبقۃً ائمہ دین وعلمائے معتقدین نعلین شریفین حضور سید الکونین ﷺ کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں جسے اشباہ ہو عہ امام علامہ تلمسانی کی فتح المتعال وغیرہ مطالعہ کرے، مگر جہال بیخرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الاماں الاماں کی صدائیں آئیں، اول تو نفس تعزیہ میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی، ہر جگہ نئی تراش نئی گھڑت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بیہودہ طمطراق، پھر کوچہ بکوچہ ودشت بدشت، اشاعت غم کے لئے ان کا گشت، اور ان کے گرد سینہ زنی، اور ماتم سازشی کی شور افگنی، کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہے، کوئی ان مایہ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے، پھر باقی تماشے، باجے، تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل، اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریاء وتفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہو رہی ہے، مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں، اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے باجے بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہداء رضوان اللہ

تعالیٰ علیہم اجمعین کے جنازے ہیں، کچھ نوچ اتار باقی توڑ تاڑ دفن کر دیئے۔ یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم ووبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثناء کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے، آمین! اب **کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے، ہاں اگر اہل اسلام جائز**

طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو کس قدر خوب ومحبوب تھا اور اگر نظر شوق ومحبت میں نقل روضہ انور کی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک وزیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم وتصنع الم ونوحہ زنی وماتم کنی ودیگر امور شنیعہ وبدعات قطعیہ سے بچتے اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلاء بدعات کا اندیشہ ہے، اور حدیث میں آیا ہے: اتقوا مواضع التھم[1] (تہمت کے مواقع سے بچو۔ت) اور وارد ہوا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ہرگز تہمت کے مواقع میں نہ ٹھہرے۔ (ت)

(فتاوی رضویہ قدیم، ج۱۰، ص ۳۶،۳۵)

دیکھو خان صاحب نے صاف کہا کہ خرافات سے پاک تعزیہ اگرچہ جائز ہے لیکن چونکہ اب اس جائز طریقے کے کرنے میں بھی اہل بدعت سے ایک گونہ مشابہت پیدا ہوگی اور آئندہ کیلئے اولاد کا بدعات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے اس دور میں ہر قسم کے تعزیہ پر پابندی ہونی چاہئے اور اسے ناجائز سمجھنا چاہئے۔

پس اب چونکہ صحیح حیلہ اسقاط کو بھی اہل بدعت اپنی بدعات کیلئے جواز بنائیں گے اور آگے چل کر لوگوں کا مزید گمراہی میں مبتلا ہونے کا امکان ہے لہذا اس دروازے کو ہی بالکلیہ بند کر دینا چاہئے اور اس دور میں صحیح حیلہ اسقاط کی بھی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

خان صاحب بریلوی کے پیر ومرشد فرماتے ہیں:

''حضرت سید شاہ ابو الحسن نوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے دادا اور مرشد سید شاہ آل رسول احمد علیہ الرحمۃ ماہ محرم الحرام میں شیعہ فرقے کی بدعتوں، تعزیہ داری، اور مرثیہ خوانی کے ارتکاب سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک روز میں نے اپنے مرشد حضور اچھے میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے دلی میں اپنے استاد محترم مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کو دیکھا ہے کہ وہ محرم الحرام میں دس دن حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کا بیان فرماتے اور دسویں دن صبح سے زوال کے وقت تک شہادت کے فضائل بیان

کرتے، کھانا تقسیم کیا کرتے تھے۔ حضور والا (حضور اچھے میاں رضی اللہ عنہ) نے سن کر ارشاد فرمایا کہ بہت اچھا اور بہتر کرتے، لیکن اگر ان کی مجھ سے ملاقات ہوتی تو میں ان سے کہتا کہ خاص اس مہینے میں ایسا اہتمام مناسب نہیں ہے بس مختصر سے کھانے پر فاتحہ کر کے کسی دوسرے مہینے میں ایسا اہتمام وعظ کیا کریں اس لئے کہ اب اس طرح کی محفلیں منعقد کرنا رافضیوں کا طریقہ ہے اور اس ماہ میں زیادہ اہتمام کرنا رفض کا دروازہ کھولنا ہے آنے والی نسل اپنے بزرگوں کے حالات سن کر گمان کر سکتی ہے کہ وہ شیعہ تھے جو تقیہ کئے ہوئے تھے"۔

(جہان مفتی اعظم، ص ۲۰۶)

پس یہی بات ہم کہتے ہیں کہ اگر فقہاء آج کی مروجہ حیلہ اسقاط کی خرافات کو دیکھتے تو کبھی اس کے جواز کا فتوی نہ دیتے۔

ختم قرآن کیلئے قبرستان میں قاری کو بٹھانا جائز نہیں

مفتی احمد یار گجراتی اور ان سے سرقہ کرتے ہوئے فیض احمد اویسی بریلوی مروجہ حیلہ اسقاط کے ضمن میں لکھتا ہے:

"بعض جگہ رواج ہے کہ اگر کسی مسلمان کا انتقال جمعہ کے علاوہ کسی اور دن ہو تو میت کے ورثا اس کی قبر پر حافظ بٹھا کر جمعہ تک قرآن خوانی کراتے ہیں۔ بعض دیوبندی اس کو بھی حرام کہتے ہیں لیکن یہ حرام کہنا محض غلط ہے"۔

(جاء الحق، ص ۲۴۵، ۲۴۶، الاسقاط، ص ۴۲)

اس کو حرام دیوبندی نہیں بلکہ جلیل القدر فقہاء کہتے ہیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے پورا ایک باب ایسے ختمی پیٹو مولویوں کے خلاف باندھا ہے: "مطلب فی بطلان الوصیۃ بالختمات والتھالیل" اور فرمایا کہ جو وصیت کرتے ہیں ختم قرآن کی یہ وصیت باطل ہے اس لئے کہ اس میں استیجار علی القراۃ ہے۔ پیسے دے کر قرآن پڑھوانا جائز نہیں۔ اور یہاں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ قاری صاحب کو کچھ ٹکے دے کر قبر پر بٹھا دیا جاتا ہے کہ قرآن پڑھتے رہو۔ یہ پڑھنا پڑھوانا دونوں حرام اور اسکو کار ثواب سمجھنے والے پر اندیشہ کفر ہے۔

مَطْلَبٌ فِي بُطْلَانِ الْوَصِيَّةِ بِالْخَتَمَاتِ وَالتَّهَالِيلِ

وَبِهِ ظَهَرَ حَالُ وَصَايَا أَهْلِ زَمَانِنَا. فَإِنَّ الْوَاحِدَ مِنْهُمْ يَكُونُ فِي ذِمَّتِهِ صَلَوَاتٌ كَثِيرَةٌ وَغَيْرُهَا مِنْ زَكَاةٍ وَأَضَاحٍ وَأَيْمَانٍ وَيُوصِي لِذَلِكَ بِدَرَاهِمَ يَسِيرَةٍ. وَيَجْعَلُ مُعْظَمَ وَصِيَّتِهِ لِقِرَاءَةِ الْخَتَمَاتِ وَالتَّهَالِيلِ الَّتِي نَصَّ عُلَمَاؤُنَا عَلَى عَدَمِ صِحَّةِ الْوَصِيَّةِ بِهَا. وَأَنَّ الْقِرَاءَةَ لِشَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا لَا تَجُوزُ. وَأَنَّ الْآخِذَ وَالْمُعْطِيَ آثِمَانِ لِأَنَّ ذَلِكَ يُشْبِهُ الِاسْتِئْجَارَ عَلَى الْقِرَاءَةِ. وَنَفْسُ الِاسْتِئْجَارِ عَلَيْهَا لَا يَجُوزُ. فَكَذَا مَا أَشْبَهَهُ كَمَا صَرَّحَ بِذَلِكَ فِي عِدَّةِ كُتُبٍ مِنْ مَشَاهِيرِ كُتُبِ الْمَذْهَبِ، وَإِنَّمَا أَفْتَى الْمُتَأَخِّرُونَ بِجَوَازِ الِاسْتِئْجَارِ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ لَا عَلَى التِّلَاوَةِ وَعَلَّلُوهُ بِالضَّرُورَةِ وَهِيَ خَوْفُ ضَيَاعِ الْقُرْآنِ. وَلَا ضَرُورَةَ فِي جَوَازِ الِاسْتِئْجَارِ عَلَى التِّلَاوَةِ كَمَا أَوْضَحْتُ ذَلِكَ فِي شِفَاءِ الْعَلِيلِ وَسَيَأْتِي بَعْضُ ذَلِكَ فِي بَابِ الْإِجَارَةِ الْفَاسِدَةِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

(فتاوی شامی، ج ۲، ص ۶۴۴، ۶۴۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جو ختمات کیلئے قاری بٹھائے جاتے ہیں سب چند ٹکوں کیلئے بیٹھتے ہیں۔ دنیا کمانے کیلئے قرآن پڑھنے کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے شرک کہا ہے۔ یہ کام حرام ہے اس کا ثواب تو خود قاری کو نہیں ملتا تو میت کی روح کو اس کا ثواب کیسے پہنچے؟ اگر یہ قاری دنیا کیلئے اس قرآن کو نہیں پڑھتے تو ایک دن بھی بغیر کچھ لئے پڑھنے کو تیار نہ ہوں۔

مزید فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے کے لوگ ان ختمات کو قربت کا بہت عظیم ذریعہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کئی دیگر واجبات شرعیہ اس کے ذمہ ہوتے ہیں۔ ان میں سے بہت سوں نے کبھی زکوۃ ادا نہیں کی ہوگی، باوجود قدرت کے حج نہیں کیا ہوگا، اس کے ذمہ کئی کفارات ہوں گے، کئی قربانیاں و نذر رہوں گی، مرتے وقت غریبوں فقیروں کیلئے وصیت نہیں کرے گا لیکن ان خرافات کیلئے لمبی لمبی وصیتیں کی جاتی ہیں۔

(رسائل ابن عابدین، ج ۱، ص ۱۷۱)

شیخ محمد برکوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ بڑی بڑی بدعات میں سے جن پر آج لوگ ٹوٹ

پڑے ہیں ان میں سے ایک یہ ختم قرآن (جنہیں ہمارے دیار میں قرآن خوانی کہا جاتا ہے۔ ساجد) بھی ہے۔ (رسائل ابن عابدین، ج۱ص ۱۷۳)

قصہ مختصر حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان ختمات قرآن خواہ گھروں میں ہو یا قبروں پر جس میں بڑی بڑی دعوتیں کی جاتی ہیں، قاری کو نوازا جاتا ہے پر پورا رسالہ:

"شفاالعلیل و بل الغلیل فی حکم الوصیت بالختمات والتھالیل"

لکھا جو رسائل ابن عابدین جلد اول میں شامل ہے اور اس پر وقت کے بڑے بڑے فقہاء نے تقریظیں لکھ کر اس رسالہ کی تائید کی۔

جس میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسقاطی اور ختمی مولویوں و قاریوں کا بھرکس نکال دیا ہے۔ راقم الحروف اس رسالے کا اردو ترجمہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے دعا فرمائیں۔

گجراتی و اویسی صاحب دجل و تلبیس کی تمام حدیں پار کر گئے

احمد یار گجراتی اور اویسی صاحب قبر پر قاری کو بٹھانے کیلئے دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ و تولی عنہ اصحابہ اتاہ ملکان اور لوگ دفن کر کے لوٹ آتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ دفن کرنے والوں کی موجودگی میں سوال قبر نہیں ہوتا اور شامی میں ہے کہ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مرنے والے سے سوال و جواب نہیں ہوتا تو مثلاً کوئی آدمی اتوار کو مرا اور بعد دفن ہی سے وہاں آدمی موجود رہا تو اس کی موجودگی کی وجہ سے سوال نہیں ہوگا اور جب جمعہ آ گیا تو سوال کا وقت نکل چکا اب قیامت تک سوال نہیں ہوگا لہٰذا فارغ بیٹھے رہنے کے بجائے قبر پر قرآن پڑھنا چاہئے اس سے عذاب قبر سے آدمی بچ جائے گا۔

(ملخصاً جاء الحق ص ۴۴۶، الاسقاط ص ۴۲، ۴۳)

اول تو یہ صغری ہی باطل کہ جب تک وہاں دفن والے موجود ہوتے ہیں سوال نہیں ہوتا۔

ملا علی قاری تولی عنہ اصحابہ کا معنی لکھتے ہیں کہ جب اکثر دفن کرنے والے چلے جائیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج۱ص ۲۰۴)

اور عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو صاف وضاحت کر دی کہ تولی چلے جانے کو لازم نہیں بلکہ مراد اس سے

اعراض یعنی دفن سے جب فارغ ہو جائیں۔

أَن التولی هُوَ الْإِعْرَاض، وَلَا يَسْتَلْزِم الذّهاب.

(عمدۃ القاری ج۸ ص ۱۴۴)

تو فرشتے سوال کرنے آجاتے ہیں۔ پھر ۲۴ گھنٹے وہاں آدمی موجود رہے یہ نہ عقلاً ممکن ہے اور نہ فعلاً آج تک ایسا ہوا کہ کسی قبر پر ہر وقت قاری صاحب موجود رہیں؟۔

نیز حدیث میں صاف وضاحت سے آیا ہوا کہ دفن کرنے والوں کی موجودگی میں بھی عذاب قبر شروع ہو جاتا ہے۔

خان صاحب بریلوی نے قبر پر اذان دینے کا ایک فائدہ یہ بھی بتلایا کہ جب فرشتے تین سوال کریں گے تو اذان میں تینوں سوالوں کا جواب موجود ہے لہٰذا وہ جواب آسانی سے دیدے گا۔

(ملاحظہ ہو ایذان الاجر ص ۱۳ باہتمام تراب الحق قادری)

معلوم ہوا کہ لوگوں کی موجودگی ہی میں سوال و جواب شروع ہو جاتے ہیں تبھی تو اذان دلوائی جا رہی ہے۔

ایک روایت میں تو صاف الفاظ ہیں:

كان النبی ﷺ قال استغفروا لاخيكم وسلوا له بالتثبت فانه الان يسال

(ایذان الاجر، ص ۱۷)

یعنی اب اس سے سوال کیا جائے گا۔ تبھی حضور ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو استغفار اور ثابت قدمی کی دعا مانگنے کی تلقین فرما رہے ہیں تاکہ جواب ٹھیک طرح سے دے سکے۔

معلوم ہوا کہ دفن کرنے والوں کی موجودگی ہی میں سوال و جواب شروع ہو جاتے ہیں۔

رہی بات جمعہ کے دن سوال نہ کرنے کی تو یہ بھی اویسی صاحب کی شرمناک یہودی تحریف ہے۔ اس حدیث میں فقط اتنا ہے کہ شب جمعہ یا جمعہ کے دن فوت ہونے والے سے قبر کے سوال و جواب نہیں ہوتے۔ یہ کہاں ہے کہ جو آدمی اتوار کو مرا اور جمعہ تک اس سے سوال و جواب نہیں ہوئے تو اب قیامت تک نہیں ہوں گے؟

ایسی شرمناک حرکتیں کرنے پر انہیں ذرا شرم نہیں آتی؟ صرف اپنے پیٹ کی آگے بھرنے کیلئے کیسے کیسے شیطانی صغرے کبرے ملاتے ہیں۔

اس پر مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا۔کوئی اویسی صاحب ہی کی طرح کا فقیہ ہوگا اس نے اپنے پاس ایک کتا پالا ہوا تھا کسی وہابی نے پوچھ لیا میاں کتا پالنا جائز نہیں پھر کیوں لئے پھرتے ہو؟

اس متفقہ نے جواب دیا کہ کتے کی موجودگی میں فرشتے نہیں آتے پس روح قبض کرنے والے فرشتے بھی میرے پاس نہیں آئیں گے۔تو وہابی نے جواب دیا میاں جو فرشتے اس کتے کی روح قبض کرنے آئیں گے وہی تیری کرنے آجائیں گے۔

یہی حال اویسی جیسے لوگوں کا ہے۔قبر میں کافر کو بھی رکھا جاتا ہے۔منافق کو بھی رکھا جاتا ہے ان کے پاس جتنی دیر کھڑے رہو آخر ان کو عذاب ہونا ہے تو جو فرشتے ان کافروں کو عذاب دینے آئیں گے وہی فرشتے اویسی جیسے لوگوں کی خبر لینے بھی آجائیں گے چاہے جتنے ختمی کھڑے کروالو قبر پر۔

یہاں ایک بات یاد رہے کہ اگر کوئی شخص خود سے دفن کے بعد ذکرواذکار تلاوت وتسبیح کرکے اس کی روح میت کو ایصال ثواب کردے تو ہم اس کے منکر نہیں اور ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

ختمی مولویوں کا ایک طنز اور اس کا جواب

فیض احمد اویسی اور مفتی احمد یار گجراتی نے اس موقع پر یہ عجیب شوشہ چھوڑا ہے کہ یہ دیوبندی وہابی جس طرح زندہ مسلمانوں کے دشمن ہیں ان کو مشرک بتاتے ہیں مردہ مسلمانوں کے بھی دشمن ہیں اور ایصال ثواب کے منکر ہیں۔(جاء الحق،الاسقاط)

امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر کیا ہی خوب کہا:

"مفتی صاحب ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر یہ فرمائیں کہ وہابی دیوبندی تو خیر بقول شما دشمن ہوئے مگر آپ لوگوں نے اپنے پیٹ کو ایسا سر پر اٹھالیا ہے کہ زندہ مسلمانوں کو بھی خیر خواہ بن کر لوٹ کر کھا گئے اور مردہ مسلمانوں کو بھی خیر سے نہ چھوڑا۔کبھی تیجہ اور ساتواں کی صورت میں اور کبھی گیارہویں اور چالیسویں کی شکل میں اور کبھی عرس ومیلاد وغیرہ کے رنگ میں جونک بن کر سادہ مسلمانوں کو چوس لیا ہے۔اور نہ تو زندگی میں،اور نہ بعد از زندگی کسی طرح ان کا پیچھا نہیں

چھوڑتے۔یہی خواہ اور خیر خواہ آخر ایسے ہی درکار ہیں۔اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ:"بے شک بہت سے مولوی اور پیر لوگوں کے اموال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کے دین سے روکتے ہیں"ان کثیر من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ (الآیۃ) وہ سیدھا سادہ خدا تعالی کا دین جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ وتبع تابعینؒ کے ذریعہ ہم تک پہنچا تھا اس پر مفتی صاحب اور ان کی جماعت نے زراندوزی کی بدعات کے سینکڑوں غلاف چڑھا دیے ہیں اور صحیح دین جس کو اس دور میں اصل شکل میں صرف اکابرین علماء دیوبند ہی پیش کرتے ہیں اس سے مفتی صاحب وغیرہ روکتے ہیں۔فوا اسفا"۔

(راہ سنت،ص ۲۸۳)

ساجد خان نقشبندی

بوقت شب ۱۲ بجے حال مقیم جامعہ دارالعلوم مدنیہ

۳ جمادی الاخری ۱۴۴۰ھ

روئیداد مناظرہ ٹانک

مروجہ حیلہ اسقاط

مناظرے کا پس منظر

گاؤں محمد اکبر علاقہ خدائی تحصیل وضلع ٹانک غریب آباد میں ایک عرصہ سے بدعتی مولویوں نے ایصال ثواب کے نام پر غریب عوام کا جینا دوبھر کیا ہوا تھا۔ زندہ ہاتھی لاکھ کا، مرا ہوا سوا لاکھ کا مثل یہاں میت ہو جانا کسی عذاب سے کم نہ تھا۔ عبدالدنیا والدینار کے مصداق یہ مولوی اسی کی طاق میں رہتے اور مکھی کی طرح بدعت کی گندگی کو سونگھ سونگھ کر اس پر بھنبھناتے پھرتے۔ اسقاط، تیجہ، چالیسواں، جمعراتی، برسی، میلاد اور دیگر رسوم بدعیہ کے نام پر کھا کر پھر الحق کے خلاف خوب بھگتے۔ سنت کے داعی اور توحید کے متوالے ان کے سب سے بڑے دشمن تھے کہ ان کے ہوتے ہوئے ان کا یہ کاروبار پائیدار نہیں رہ سکتا تھا۔

عوام پر اپنا جھوٹا علمی رعب بٹھانے کیلئے اب انہوں نے کھلم کھلا علمائے اہل حق کو چیلنج دینا شروع کر دیا۔ اور عوام کو یہ تاثر دینے لگے کہ اگر ہم غلط ہیں تو یہ لوگ ہمارے ساتھ مناظرہ کر کے حق واضح کر دیں۔ ان اسقاطی و جمعراتی مولویوں کی یہ تعلیاں جب حد سے بڑھنے لگیں تو علاقہ کے غیور توحید پرستوں نے حق کا بول بالا کرنے اور باطل کا منہ کالا کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے اہل بدعت کا چیلنج قبول کر لیا۔

علاقہ معززین کی طرف سے ٹانک کے جمعیۃ علمائے اسلام کے ناظم انتخابات حضرت مولانا قاری عبداللہ باچا صاحب اور مولانا انور صاحب کو نمائندہ بنا کر پشاور غازی اسلام سلطان المناظرین حضرت مولانا مفتی ندیم محمودی صاحب زید مجدہ کے پاس بھیجا گیا، کیونکہ پوری پشتون پٹی کو اس بات کا بخوبی علم ہو چکا ہے کہ باطل کے سامنے حق کو واضح کرنے کیلئے یہی ایک شخصیت علمائے دیوبند کے نمائندے کے طور پر اس وقت میدان عمل میں موجود ہے۔

ان حضرات نے حضرت مفتی ندیم صاحب زید مجدہ سے ملاقات کر کے ساری صورتحال سامنے رکھی۔ جس پر توقع کے عین مطابق حضرت مفتی صاحب نے مناظرہ کیلئے ہامی بھر لی اور اپنی طرف سے دو تاریخیں دیں کہ ۲۵ فروری اور یکم مارچ یہ دو دن میں فارغ ہوں گا باقی دنوں میں میرے پروگرامات ہیں۔ فریق مخالف کو جو تاریخ پسند ہو میں حاضر ہونے کو تیار ہوں۔

دونوں طرف کی رضامندی سے ۲۵ فروری ۲۰۱۹ کی تاریخ مناظرہ کیلئے قرار پائی۔
الحمدللہ اہلحق کا قافلہ اپنے مقررہ وقت صبح ۹ بجے پر پہنچا اور اہل باطل ہمیشہ کی طرح اس بار بھی جائے مناظرہ پر پہنچنے کیلئے قیل وقال کرتا رہا۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا آخرکار فریق مخالف بھی پہنچ ہی گیا۔
شرائط مناظرہ کے مطابق وقت مقررہ پر نہ پہنچنے والے کی شکست تسلیم کی جائے گی۔

اہلحق مناظرہ ٹیم

اہل السنۃ والجماعۃ احناف دیوبند کی طرف سے مندرجہ ذیل پینل تشکیل پایا:

مناظر

فاتح فرق باطلہ ترجمان مسلک دیوبند حضرت العلامہ مفتی ندیم صاحب محمودی زید مجدہ

صدر مناظر

استاذ العلما حضرت مفتی طیب الرحمن صاحب زید مجدہ

معاون اول

فاتح مماتیت حضرت مفتی فیض الحسن حقانی صاحب زید مجدہ

معاون دوم

حضرت مفتی اکبر علی حقانی صاحب زید مجدہ

معاون سوم

حضرت مولانا عبدالرحمن عابد صاحب زید مجدہ

اہل بدعت مناظرہ ٹیم

مناظر

مفتی وقار الزماں صاحب

صدر مناظر

مفتی شفیع اللہ جلالی صاحب

معاون اول

مفتی محمود صاحب مدرس جامعہ نظامیہ تجوڑی

معاون دوم

مولانا عزیز احمد صاحب مدرس جامعہ نظامیہ

معاون سوم

مولانا غلام احمد صاحب

معاون رابع

مولانا محمد یعقوب صاحب جامعہ صابریہ گلوٹی

ھداھم اللہ جمیعاً الی طریق الحق

اہل بدعت مناظر کے سوالات پر ایک نظر

مناظرہ سے ایک دن قبل مشورے کیلئے حضرت مفتی ندیم صاحب زید مجدہ نے مجھ سے رابطہ کیا۔ بندے نے ساری تفصیل سننے کے بعد ایک بات خاص طور پر کی کہ مناظرہ علم غیب میں ہمیں تجربہ ہو چکا ہے کہ باطل حق پر پردہ ڈالنے کیلئے چند اصلاحات کاغذ پر لکھ کر لاتا ہے اور بار بار مطالبہ کرتا ہے کہ ان کے جوابات دو۔ جس کا مقصد صرف اور صرف سوال و جواب میں الجھا کر مناظرے کا وقت پورا کرنا ہوتا ہے تاکہ عوام کے سامنے الحق کے دلائل نہ آسکیں۔

لہذا ایسی کوئی حرکت اگر اس مناظرے میں کی گئی تو اس کے جوابات ہرگز نہ دئے جائیں۔ عوام کو قرآن وسنت سمجھ میں آنا ہے منطق وفلسفہ سے انہیں کیا کام؟۔

مناظرہ علم غیب میں کئے گئے تمام سوالات کے جوابات الحمدللہ راقم الحروف نے دئے ہیں اور ثابت کیا کہ وہ سوالات خالصہ مکابرہ ومجادلہ کیلئے تھے ان کا موضوع مناظرہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔

توقع کے عین مطابق یہی حرکت اس مناظرے میں بھی کی گئی۔ مفتی وقارالزماں صاحب جو بظاہر بڑے انصاف پسند بننے کی کوشش کر رہے تھے وہ بھی اپنے مدرسہ سے ایک صفحہ پر چند سوالات کا ایک پلندہ اٹھا کر لائے تھے۔ مگر ان سوالات کا ہمارے مدعیٰ کی توضیح سے کوئی تعلق نہ تھا۔

دعوے کی وضاحت

مثلاً وہ بار بار سوال کر رہے تھے کہ حیلہ اسقاط کی تعریف کرو، شرط کی تعریف کرو۔ اور مناظرہ رشیدیہ اٹھا کر دکھائی کہ دیکھو اس میں دعوے اور شرط کی تعریف پوچھی گئی ہے۔ لہذا میرے سوالات اصول مناظرہ کے مطابق ہیں۔

عرض ہے کہ بالکل مناظرہ رشیدیہ میں یہ موجود ہے کہ جب مدعی دعوی کرے کہ

النیة لیست بشرط فی الوضو عند ابی حنیفة

تو سائل مدعی سے سوال کرے کہ ما النیة والشرط والوضو؟

لیکن افسوس کہ مفتی وقارالزماں صاحب آگے کی توضیح کو علمائے یہود کی طرح چھپا گئے کہ سائل

یہ سوالات تب کرے کہ جب اس کو ان کا علم نہ ہو۔ اگر علم ہو اس کے بعد بھی سوال کرے تو یہ سوال کرنا مناظرہ نہیں بلکہ مکابرہ ومجادلہ ہوگا۔

فانه مع العلم بذالك لو طلب تصحيحه كان مكابرا او مجادلا

(رشیدیہ، ص ۳۳)

یعنی جناب مخالف کو اگر تصحیح نقل کا علم ہو تو اب تصحیح نقل کا سوال کرنا مکابرہ ومجادلہ ہوگا۔

اعلم ان وجوب الطلب انما هو اذا لم يكن معلوما للسائل لان الطلب مع العلم مكابرة او مجادلة كما سبق۔

(رشیدیہ، ص ۳۴)

مطلب یہ ہے کہ تصحیح نقل یا دعوی کی وضاحت کے متعلق سوال کرنا اسی وقت لازم ہوگا کہ جب سائل کو ان چیزوں کا علم نہ ہو اگر علم ہے تو اس کا سوال کرنا ہرگز مناظرہ نہیں بلکہ مکابرہ ومجادلہ ہے جو کہ حرام ہے۔

اب مفتی وقارالزماں صاحب کو دیکھیں کہ وہ بار بار شرط اور حیلہ اسقاط کی تعریف پوچھتے رہے۔ جو ان کو خود بھی معلوم تھی جیسا کہ آخر میں انہوں نے بعض دیوبندی کتب سے پڑھی۔ مفتی ندیم صاحب زید مجدہ پہلے واضح کر چکے تھے کہ ان سوالات کا تعلق میرے دعوے کی وضاحت سے نہیں یہ سوالات محض بطور مکابرہ اور بحث کو الجھانے کیلئے ہیں۔ انکا جواب مجھ پر لازم نہیں۔

افسوس کہ اپنے مدعیٰ پر دلائل دینے کے بجائے پورے مناظرے میں مفتی وقارالزماں صاحب ایک ہی بات کرتے رہے کہ شرط وحیلہ اسقاط کی تعریف کرو۔ اور یوں پورا مناظرہ مجادلہ ومکابرہ میں گزار کر کارحرام کے مرتکب ہوئے۔

مفتی فیض الحسن حقانی صاحب زید مجدہ نے اس پر بعد میں تنبیہ بھی کی مگر مفتی وقارالزماں ان حرکتوں سے باز نہ آئے۔

مروجہ کی قید

اس کا جواب میں انصاف پسند اہل علم قارئین پر چھوڑتا ہوں کہ خدارا آپ جواب دیں کہ

دعوے اور تعریفات کے اندر مذکور قیودات کے متعلق یہ سوال کرنا کہ یہ قید احترازی ہے یا اتفاق یہ سراسر مکابرہ ہے یا نہیں؟

مروجہ کی قید قید احترازی تھی جس سے مقصود نفس حیلہ اسقاط کو نکالنا تھا اگر یہ قید اتفاقی تھی تو حضرت مفتی صاحب زید مجدہ مناظرہ کس چیز پر کرنے آئے تھے؟

شرط کی تعریف اور ایک ڈھکوسلا

مفتی وقار الزماں صاحب کہتے ہیں کہ شرط کی تعریف تو نور الایضاح والے کو بھی آتی ہے خدارا کرلو۔ حیرت ہے کہ مفتی وقار الزماں صاحب خود تو اس پر ناراض ہو گئے کہ اگر مجھے نہیں آتا تو میں مناظر کیسے ہوگیا؟ یہ بدتہذیبی ہے اور مدمقابل جس کی مناظرانہ تجربہ کاری کو خود مفتی وقار الزماں بھی بار بار تسلیم کررہے تھے سے دوران مناظرہ "نور الایضاح" کے سوالات کرنا کھلی بدتہذیبی نہیں؟

بہرحال ہم مفتی وقار الزماں صاحب کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ نور الایضاح کی فصل اسقاط سے نکل کر کچھ دیگر علمی کتابوں پر بھی ایک سرسری نظر پھیر لیں ہم یہاں شرط کی تعریف پیش کررہے ہیں ملاحظہ ہو۔

الشرط لغة: العلامة، نقول: أشراط الساعة، أي: علاماتها، قال تعالى: ﴿فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا﴾ [محمد: 18].

الشرط اصطلاحًا: وفي اصطلاح الأصوليّين: هو الذي يلزم مِن عدمه العدم، ولا يلزم من وجوده وجودٌ ولا عدم.

وبالمثال يتّضح المقال: دخول وقت الصلاة مِن شروط الصلاة، فإنْ صلَّى الإنسان قبل دخول الوقت، فصلاته باطلة. فهذا معنى قولهم: "يلزم من عدمه العدم"؛ أي: يلزم من عدم تحقُّق الشرط عدم صحة الصلاة، ومعنى قولهم: "لا يلزم من وجوده وجودٌ ولا عدم"؛ أي: إذا دخل وقت الصلاة، فلا يلزم مِن ذلك أداء الصلاة أو عدمها، فقد يتحقَّق هذا

الشرط ولا يتحقَّق العمل؛ إما بعدم أدائه أصلًا، أو بإبطاله بترك ركن مِن أركانه. انتهىٰ

الشرط لغة العلامة۔ تعريف الشرط اصطلاحا مالا يوجد المشروط مع عدمه ولا يلزم ان يوجد عند وجوده

(إتحاف ذوی البصائر بشرح روضة الناظر- ج 6، ص ۳۳۳)

الشرط: تعليق شيئ بشيئ بحيث اذا وجد الاول وجد الثاني وقيل: الشرط مايتوقف وجوده على وجود الشيئ ويكون خارجا عن ماهيته ولا يكون موثرا في وجوده وقيل الشرط مايتوقف ثبوت الحكم عليه

(التعريفات، ص ۱۲۹)

مزید تفصیل کیلئے ابن النجار کی شرح الکوکب المنیر- ج ۱ ص ۴۵۲ کا مطالعہ کریں۔

مفتی وقار الزماں صاحب نے یہاں ایک دفعہ پھر دجل سے کام لیتے ہوئے یہ کہا کہ شرط کے مفقود ہونے سے مشروط مفقود ہوجاتا ہے مفقود بدعت نہیں بنتا۔ اگر مروجہ حیلہ اسقاط میں مذکورہ شرائط نہیں پائی جاتی تو حیلہ اسقاط نہیں پایا جائے گا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مروجہ حیلہ اسقاط بھی بدعت ہوجائے۔

یہ بھی اہل بدعت کا ایک کھلا ہوا فریب ہے۔ یہ بات تو صحیح ہے کہ شرط کے فوت ہونے سے مشروط فوت ہوجائے گا۔ لیکن اب اگر اس مشروط کی جگہ کوئی دوسری غیر شرعی شے آگئی ہو تو وہ یقینا بدعت ہوگی کہ یہ اس چیز کے مقابل ہے جو قرآن وحدیث اور سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے۔

مثلاً نماز کیلئے شرط ہے پاکی، قبلہ رو وغیرہ۔ اب ایک آدمی بے وضو قبلہ کے مخالف سمت کھڑا ہو کر کچھ پڑھنے لگے اور اسے نماز کہے تو یقینا یہ نماز تو نہیں لیکن کیا یہ بے ہودگی ناجائز و بدعت شمار نہ ہوگی؟

یا مفتی وقار الزماں صاحب یہاں پر بھی کہیں گے کہ شرائط نہ ہونے کی وجہ سے شریعت کے مطابق نماز نہیں پائی گئی لیکن اس نام نہاد نماز کو بھی بدعت و ناجائز مت کہو۔

مروجہ حیلہ اسقاط میں مذکورہ شرائط موجود نہیں اس لئے یہ فقہی حیلہ اسقاط تو نہیں ہوگا لیکن ایک

شرعی طریقے کے مقابل چونکہ ایک خود ساختہ طریقہ گھڑ لیا گیا ہے جو کئی خرابیوں کا مجموعہ ہے لہذا ضرور بالضرور یہ بدعت سیئہ ہی ہوگا۔

مفتی وقار الزماں صاحب کی طرف سے پیش کردہ کتب

انتہائی دیانت دار، مہذب، انصاف پرور بننے والے مفتی وقار الزماں صاحب نے انتہائی دجل سے کام لیتے ہوئے کچھ غیر معتبر دیوبندی کتب اپنی بغل میں دبائی ہوئی تھیں اور یہ سمجھے کہ یہ ان کی آخری تقریر ہے اور چونکہ ان کی تقریر کے بعد فریق مخالف کے پاس جواب کیلئے وقت نہیں ہوگا تو انتہائی پھرتی سے چند غیر معتبر کتب مثلاً نفع الاموات، اثبات المستحبات وغیرہ پیش کی اور بار بار مطالبہ پر کتب بھی حوالہ نہ کی کہ اصل حوالہ جات دیکھ لئے جاتے۔

بہر حال ہم اپنا اصولی موقف ما قبل میں اکوڑہ خٹک کے بانی اور مناظرہ میں امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بتلا چکے ہیں۔ اس کے مقابلے میں اگر کسی مقامی مولوی نے کوئی کتاب لکھی ہے تو وہ ہرگز ہمارے لئے حجت نہیں۔

مثلاً کربوغہ کے کسی مولوی کی طرف سے لکھی ہوئی کتاب جسے مفتی وقار الزماں صاحب نے نفع الاموات کے نام سے پیش کیا کا تو ہمیں علم نہیں البتہ کربوغہ کے سب سے بڑے دیوبندی پیر حضرت مولانا مفتی مختار الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی مروجہ حیلہ اسقاط کو بدعت سمجھتے ہیں اور نہ ہی کرتے ہیں۔

بالفرض یہ حضرات ہمارے کچھ معتبر بھی ہوں تب بھی ان کا یہ قول مردود اور قابل حجت نہ ہوگا۔ رہی ان پر فتوے کی بات تو اس کیلئے ہم مولانا احمد رضا خان صاحب ہی کا حوالہ پیش کر دیتے ہیں تمام علمائے احناف غائبانہ نماز جنازہ کے منکر ہیں اس کے خلاف غائبانہ نماز جنازہ کے جواز پر کسی نے ان کے سامنے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کر دیا تو فرماتے ہیں:

"خلاف مذہب بعض مشائخ مذہب کے قول پر بھی عمل نہیں"۔

(فتاوی رضویہ جدید، ج ۹ ص ۳۶۵)

اب دیکھیں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول خلاف مذہب ہے لیکن اس کے باوجود ان

پر کوئی فتوی لگانے کے بجائے ان کو "مشائخ" ہی میں شمار کر رہے ہیں۔ اس لئے بالفرض کسی ذمہ دار آدمی نے ایسی بات کہی بھی ہو تب بھی وہ نہ تو حجت ہے ہمارے لئے اور نہ اس کی "مشیخیت" پر اس سے کوئی اثر پڑے گا۔

مفتی صاحب کی طرف سے پیش کی گئی کتب تو ہمیں دستیاب نہ ہوسکی البتہ ان میں سے ایک کتاب "معیار حق" حضرت مولانا عبد الرحمن عابد صاحب زید مجدہ کے ذخیرہ کتب میں مل گئی۔ جس کے پڑھنے کے بعد ہمیں حیرت ہوئی کہ صاحب معیار حق نے تمام بریلوی بدعات کو اپنی اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ موصوف کوئی غالی قسم کے بریلوی ہیں اور اگر خود کو دیوبندی کہتے ہیں تو یہ دیوبندی کہنا تقیہ ہے۔ جیسا کہ سیفی اپنے آپ کو دیوبندی ظاہر کر کے اکوڑہ خٹک میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ معیار حق اور دیگر کتب مثلاً نفع الاموات اور اثبات المستحبات میں بھی اگر معیار حق کی طرح خرافات ہوں تو ہماری طرف سے ان تینوں کتابوں کو مفتی وقار الزماں صاحب دریا برد کر دیں۔ ہم اس نیک کام پر ان کے شکر گزار ہوں گے۔

تعیین شرعی و تعیین عرفی

مناظرے میں مفتی وقار الزماں صاحب بریلوی نے سوال کیا کہ جب آپ کے نزدیک تعیین بدعت ہے تو آج کے مناظرہ کیلئے وقت کیوں متعین کیا؟ جس پر حضرت مفتی ندیم صاحب محمودی زید مجدہ نے جواب دیا کہ ہم علی الاطلاق تعیین کے منکر نہیں۔ ایک ہوتا ہے تعیین عرفی ایک ہوتا ہے تعیین شرعی۔ تعیین عرفی بدعت نہیں تعیین شرعی بدعت ہے۔ افسوس کہ آپ اس قسم کے سوالات کیوں کر رہے ہیں جو بالکل ظاہر و باہر ہیں۔

تعیین شرعی

یہ ہے کہ شریعت نے خود کسی عبادت کسی کام کو مخصوص اوقات مخصوص مکان کے ساتھ مختص و متعین کر دے۔ جیسے نماز کے اوقات یا جیسے حج مخصوص تاریخوں میں مخصوص جگہ میں کیا جاتا ہے۔ ان تاریخوں کے علاوہ حج کرنا جائز نہیں۔ ایسے ہی عیدین کی تواریخ۔ ھلم جرا۔

تعیین عرفی

کسی کام یا عبادت کو شریعت نے کسی وقت اور جگہ کے ساتھ مختص نہیں کیا۔ مگر عوام کی سہولت اور دیگر انتظامی امور کی وجہ سے اس کیلئے کوئی وقت یا مکان متعین کر دیں۔ جیسے نکاح کیلئے وقت۔ آپ کی مرضی ہے جس وقت چاہیں نکاح کریں اس کے لئے کوئی وقت یا مکان متعین نہیں لیکن اس کیلئے کوئی مخصوص تاریخ یا مکان متعین کر دیا جائے تاکہ عوام احباب ،شتہ دار اپنی روزمرہ کی ضروریات سے وقت نکال کر بآسانی تسلی سے پہنچ سکیں۔

اس تعیین کے متعلق کسی کا بھی نظریہ نہیں کہ یہ معاذ اللہ بدعت ہے۔

(مزید تفصیل میری غیر مطبوعہ کتاب ''دروس مناظرہ'' میں ملاحظہ فرمائیں)

لیکن چونکہ مفتی وقارالزماں صاحب مناظرے کے مقصد سے نہیں آئے تھے بلکہ لایعنی وفضول سوالات کر کے مناظرے کا وقت برباد کرنا چاہتے تھے لہذا یہاں پر بھی سوال کیا کہ اس پر کوئی حوالہ دو۔ تو لیجئے حوالہ حاضر ہے۔ بریلوی فرقہ کے شیخ الحدیث اور مستند و حجت عالم دین مولانا غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

''گذارش ہے کہ مطلق تعیین بدعت نہیں۔ تعیین شرعی بدعت ہے۔ کہ کوئی شخص یوں اعتقاد کرے کہ گیارہ تاریخ کو ایصال ثواب کیا گیا تو صحیح ہے اور بارہ کو حرام ہے۔ اگر ان تاریخوں میں ایصال ثواب کو فرض و واجب سمجھے تو تعیین یقیناً بدعت سیئہ اور محض باطل ہے''۔

(توضیح البیان، ص ۹۷)

بہرحال اب ہم آپ کے اور مناظرے کے درمیان زیادہ حائل نہیں رہنا چاہتے سو مناظرہ ملاحظہ ہو۔

ساجد خان نقشبندی

حضرت مفتی طیب الرحمن صاحب زید مجدہ کی خوبصورت آواز کے ساتھ تلاوت قرآن مجید کے بعد باقاعدہ مناظرہ کا آغاز ہوا

بریلوی مولوی کی پہلی تقریر

اعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی فضل سیدنا و مولانا ﷺ علی العالمین جمیعا ۔۔الخ

آپ کا پہلا دعوی حیلہ اسقاط مروجہ کو جائز نہیں مانتے اور بدعت سیئہ مانتے ہیں ۔میرا فاضل مناظر صاحب سے یہ مطالبہ ہے کہ آپ اپنے دعوے کی وضاحت کریں ۔کس طرح ؟

(۱) حیلہ اسقاط آپ کس کو کہتے ہیں؟

(۲) شرائط جو آپ نے لگائی ہیں اس کی تعریف کرو۔

(۳) بدعت سئیہ کی تعریف کریں۔

اس کے بعد میرا آپ سے مطالبہ ہے کہ اس پر دلیل پیش کریں کہ اگر کہیں شرائط کا فقدان ہو تو اس سے حیلہ اسقاط بدعت کیسے بن جاتا ہے؟ فقہاء کرام کی تصریح کے ساتھ ۔دوسرا سوال میرا یہ ہے کہ امر جائز کو بدعت سیئہ کہنے والے یا بدعت سیئہ کو جائز کہنے والوں کا کیا حکم ہے؟

ان سب سوالوں سے پہلے جب آپ کے نزدیک وقت مقرر کرنا بدعت ہے تو آپ نے مناظرے کیلئے وقت کیوں مقرر کیا؟ اور پھر آپ نے اس دعوے میں لکھا ہے کہ ''حیلہ اسقاط مروجہ'' یہ قید اتفاقی ہے یا احترازی؟ اس پر ذرا آپ روشنی ڈالیں۔

(وقت سے پہلے ہی تقریر ختم کر کے مائیک سنی مناظر کو دے دیا)

حنفی سنی مناظر کی پہلی تقریر

الحمد للہ و کفی و سلام علی الذین اصطفی ۔۔الخ

مفتی وقار الزماں میرے سامنے تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کچھ سوالات پوچھیں ہیں ۔مناسب یہ تھا کہ جب میں مدعی ہوں تو پہلی تقریر کا حق مجھے تھا اور مجھے تقریر کرنے دیتے ۔میں بار بار مائیک بھی مانگتا رہا لیکن محترم مفتی صاحب نے مجھے مائیک نہیں دیا جس کے بعد میں خاموش ہو گیا تا کہ ماحول خراب نہ ہو۔ یہ پہلی بے اصولی ہے آئیندی کیلئے ان بے اصولیوں سے اگر پرہیز کیا جائے

تو بہتر رہے گا۔

مولوی صاحب نے مجھ سے دعوی کی وضاحت مانگی تعریفات پوچھیں ہے تو اپنے وقت پر سب کی تعریفات کردوں گا۔ دعوی میرے سامنے ہے میں پہلے اپنے دعوے کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ رہی یہ بات کہ جو کسی امر جائز کو بدعت کہے اس کا کیا حکم ہے تو بالکل ایک ناجائز غیر شرعی کام کر رہا ہے لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ جو بدعت کو دین بنالے تو حضور ﷺ نے فرمایا **من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام** بدعتی کی تعظیم بھی ممنوع ہے ۔فقہاء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ایک آدمی مسجد میں معاذ اللہ زنا کر رہا ہے شراب پی رہا ہے اور ایک آدمی بدعت کا مرتکب ہے تو اس بدعتی کا یہ فعل اس مسجد میں شراب پینے اور زنا کرنے والے سے زیادہ شنیع ہے ۔العیاذ باللہ۔

مولوی صاحب نے پوچھا کہ وقت کیوں مقرر کیا یہ بھی تو بدعت ہے تو افسوس کہ مولوی صاحب پر جو تعیین شرعی اور تعیین عرفی کے درمیان فرق نہیں کر رہے ہیں اور دونوں کو خلط ملط کر رہے ہیں اس طرح کہ لایعنی سوالات کر کے مدعیٰ پر دلائل سے جان نہ چھڑائی جائے ۔بہر حال یہ میرا دعوی ہے:

دعوی اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند

مولوی صاحب اور ان کے ساتھی ہمارے دعوے کو بغور سنیں اور اگر کوئی متعلقہ سوال ہوا تو اس کے جواب کیلئے انشاء اللہ ہم حاضر ہوں گے ۔اس کے بعد میں جواب دعوی بھی مولوی صاحب سے طلب کروں گا۔

''حقوق اللہ کے ضمن میں فقہاء کرام نے جو فدیہ اور فقیر و مفلس کیلئے حیلہ اسقاط کی جو تفصیل ذکر کی ہے وہ اپنی شرائط کے ساتھ جائز ہے ۔ہم اس کے قائل ہیں الحمد للہ البتہ آج کل خیبر پختونخواہ کے بعض علاقوں میں جو رواج ہے یہ اس طریقے کے مخالف ہے جو فقہاء نے کتب فقہ میں ذکر کیا ہے ۔اور اس میں وہ شرائط مفقود ہیں جو فقہاء کرام رحمہم اللہ نے ذکر کی ہیں لہذا یہ بدعت سیئہ ناجائز اور کئی مفاسد، ممنوعات، بدعات و خرافات کو مجموعہ ہے''۔

یہ میرے دعوے کی وضاحت ہوگئی ۔دوسری بات میں نے اپنے دعوے کے ضمن میں تین

نوٹس لکھے ہیں امید کرتا ہوں کہ مولوی صاحب اس پر نظر کرتے ہوئے اعتراض سے گریز کریں گے:

(۱) ہمارا اعتراض نفس حیلہ میں نہیں ہے بلکہ مروجہ حیلہ اسقاط میں ہے لہذا دلائل نفس حیلہ پر نہیں پیش کئے جائیں گے۔ بہر حال ہماری آج کی بحث نفس حیلہ میں نہیں بلکہ مروجہ حیلہ اسقاط میں ہے۔

(۲) ہماری بحث اس حیلے اور فدیہ میں نہیں جو فقہاء کرام نے اپنی شرائط کے ساتھ ذکر کی ہیں۔ لہذا دونوں کو خلط ملط کرنا دجل سے کام لینا اور عوام الناس کو دھوکا دینا ہے۔ ہماری بحث مروجہ حیلہ اسقاط میں ہے۔ جس میں چند مولوی اپنے پیٹوں کو بھرنے کیلئے ناجائز طریقوں سے عوام کا مال لیتے ہیں اور اسی کو دین بتلایا ہوا ہے۔ عرب وعجم میں اس کار حرام کی نسبت فقہاء کی طرف کر کے فقہاء کو بدنام کر رہے ہیں۔

(۳) ہم چونکہ ایک شرعی مسئلہ کے حل کیلئے جمع ہوئے ہیں۔ لہذا ہم اپنے دعوی پر دلیل یا تو قرآن سے یا حدیث سے یا اجماع سے یا مجتہد کے قیاس سے دیں گے۔ اپنا خود ساختہ قیاس نہیں پیش کیا جائے گا۔ نہ میں مجتہد ہوں نہ آپ ہم مقلد محض ہیں۔ دلیل پر اقوال محض تائید کیلئے نقل کئے جائیں گے۔

دوسری بات حیلہ کو فقہاء نے بہت ہی اشد ضرورت میں جائز ذکر کیا ہے اور اس کیلئے ۲۲ شرائط ذکر کی ہیں۔ میں ایک ایک شرط انشاء اللہ بحوالہ ذکر کروں گا اور ساتھ ساتھ عرض کرتا چلا جاؤں گا کہ یہ تمام شرائط آج کے حیلہ اسقاط میں مفقود ہیں۔

مجھے افسوس تو اس پر ہے کہ جس حیلہ اسقاط کو فقہاء نے اشد ضرورت کی وجہ سے محض جائز کہا تھا آج اس کو فرض و واجب کے درجہ تک پہنچایا ہوا ہے اور اس پر باقاعدہ مناظرے کر رہے ہیں۔

عوام کو اس قدر اس مسئلہ میں تشدد پر مجبور کر دیا گیا کہ اگر کوئی انکار کر دے تو بندوق اٹھا کر اس کو گولی مارنے کو تیار ہو جاتے ہیں کہ تو نے حیلہ اسقاط نہیں کیا تیرا مردہ مردار موت مرا معاذ اللہ۔

جن شرائط کے ساتھ فقہاء نے اس کو ذکر کیا اس کو میں بیان کرنے لگا ہوں۔

پہلی شرط:

جس مال سے حیلہ اسقاط کیا جا رہا ہے وہ مال مال حلال ہو مال حرام سے اسقاط جائز نہیں۔ مال حرام کا اصل مالک اگر معلوم ہو تو اس تک پہنچا دے بصورت دیگر بغیر نیت ثواب اس کو صدقہ کر دے۔ آج یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اس کا مال سود کا ہے۔ حرام کا ہے۔ بینک کا ملازم تھا بس مصلے وصابن گھماؤ اور پیٹ کا کاروبار کرو۔

(وقت ختم)

بدعتی اسقاطی مولوی کی تقریر دوم

(بعد حمد وصلوۃ)

میں تو توقع کر رہا تھا کہ میرے مدمقابل فاضل مناظر ایک تجربہ کار مناظر ہیں۔ انہوں نے کافی مناظرے کئے ہیں۔ یقیناً انہوں نے مناظرہ رشیدیہ کا مطالعہ کیا ہوگا۔ ذہن میں بھی ہوگا اور موصوف اسی کے مطابق چلیں گے۔

آپ نے دعوی کیا کہ میں اصول مناظرہ کے مطابق نہیں چلا لیکن آپ کا یہ دعوی نرا دعوی ہی ہے۔ اس پر کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ میں نے آپ سے مطالبہ کیا تھا کہ حیلہ اسقاط کی تعریف کریں آپ نے حیلہ اسقاط کی تعریف تو کی لیکن اختراعی۔ اس لئے کتاب بھی کوئی پیش نہیں کی آپ کو چاہئے تھا کہ حیلہ اسقاط کی تعریف بحوالہ کتب کرتے۔

پھر جو آپ نے تعریف کی اس میں ''فقیر و مفلس'' کو داخل کر دیا مولوی صاحب یہ الفاظ آپ مجھے تعریف میں دکھائیں۔ یہ لفظ حیلے کی تعریف میں مجھے دکھائیں لیکن میں دعوی سے کہتا ہوں کہ قیامت کی صبح تک یہ الفاظ آپ مجھے معتبر کتاب سے نہیں دکھا سکتے۔

پھر میں نے آپ سے شرائط کی تعریف پوچھی تھی۔ پھر تعریف اصول تعریف کے مطابق کریں گے کہ مفرد کی تعریف ہوتی ہے یا جمع کی۔ آپ نے اس کے جواب میں کہا کہ مولوی صاحب نے مجھ سے شرائط پوچھی ہیں۔ یہ مجھ پر بہتان باندھا ہے میں نے آپ سے شرائط نہیں شرائط کی

تعریف پوچھی ہے۔

پھر میں نے آپ سے بدعت کی تعریف پوچھی آپ نے نہیں کی میرا مطالبہ ہضم کر گئے۔ پھر چوتھا مطالبہ میرا آپ سے تھا کہ کیا فقدان شرائط بدعت کو مستلزم ہے؟ یہ کسی فقیہ نے نہیں کہا کہ شرائط نہ ہوں تو حیلہ اسقاط بدعت ہوگا۔ میں آپ کی کتاب کا حوالہ پیش کروں گا کہ جہاں شرائط نہ ہوں تو وہ بدعت سیئہ نہیں ہوتا اس کا حکم دوسرا ہوتا ہے۔

پھر میں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ امر جائز کو جو بدعت کہے یا بدعت کو جائز کہے اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے اس کا جواب دیا لیکن کتاب کا حوالہ مفقود ہے مولوی صاحب اس طرح تقریریں نہیں ہوں گی جو بھی بات کریں گے اس پر کتاب پیش کریں گے۔ یہ جو آپ نے حکم لگایا کہ جو امر جائز کو بدعت کہے وہ زیادتی کرتا ہے ناجائز کرتا ہے یہ مجھے بحوالہ کتاب دکھائیں گے۔

اور آپ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب نہیں سمجھتے۔ حالانکہ ہم نے کہا کہ غیر مہذب الفاظ شکست تصور کی جائے گی یہ غیر مہذب لفظ ہے جب میں سمجھتا نہیں تو مناظرے میں کیسے آیا؟ اور چونکہ آپ تو جانتے ہیں نہ اس لئے مروجہ کی قید اتفاقی ہے یا احترازی اس کو بیان کریں۔ پھر تعیین شرعی و عرفی جو الفاظ آپ نے استعمال کئے اس کو بحوالہ کتب ذکر کریں۔ اور جن شرائط کا آپ ذکر کر رہے ہیں وہ میں آپ کے گھر کی کتب ساتھ لایا ہوں ان سب کا پول کھولوں گا جن پر آپ کو بہت گھمنڈ ہے۔

اور جب شرائط نہ ہوں تو اس کا کیا حکم ہوتا ہے؟ یہ میں آپ کی اور فقہاء کی کتب سے ثابت کروں گا اور ہم جو حیلہ اسقاط کرتے ہیں یہ ظلم نہیں زیادتی نہیں۔ ہمارا حیلہ اسقاط فقہاء کے طریقے کے مطابق ہے۔ ہاں بالفرض والمحال اگر بعض علاقوں میں ان شرائط کی پابندی نہیں کی جاتی تو اس کی وجہ سے مطلقا حیلہ اسقاط کیسے بدعت ہوگیا؟ (**مطلقا حیلہ اسقاط کو ہم نے بدعت کہا کب ہے؟ ملاحظہ ہو بریلوی مناظر کا دجل۔ ساجد**) اس کا جواب دیں مجھے۔

(وقت ختم)

سنی حنفی مناظر کی دوسری تقریر

(بعد حمد وصلوۃ)

میں انتظار میں تھا کہ مولوی صاحب محترم اپنا جواب دعوی دیں گے لیکن ابھی تک نہ تو جواب دعوی دیا اور نہ لکھا اور انشاء اللہ آخر تک جواب دعوی نہیں دیں گے۔

پھر مولوی صاحب نے پرائمری سکول بنایا ہوا ہے اس کا جواب دو اس کا جواب دو تو مولوی صاحب ہمارے مدرسے میں آئیں داخلہ لیں وہاں جو بھی سوال ہوا اساتذہ ان تمام کے جوابات آپ کو پڑھا دیں گے۔

آپ نے کہا کہ اصول مناظرہ کی خلاف ورزی کی اور دلیل پیش نہیں کی۔ تو جناب من دلیل تو میں نے پیش کی کہ مدعی میں تھا اور تقریر آپ کرنے لگ گئے۔

مولوی صاحب! ہم ایک مدعیٰ کو بالدلائل ثابت کرنے آئے ہیں۔ سوال و جواب کرنے نہیں۔ اور وہ دعوی انشاءاللہ میں ثابت کر کے جاؤں گا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ بدعت کی تعریف کریں تو یہ آپ کی کتاب ہے انوار شریعت اس میں بدعت کی تعریف کی گئی ہے کہ:

''بدعت سیئہ وہ ہے جو خلاف ہو حکم خدا اور رسول ﷺ کے اور اس کے کرنے میں بہت برائی ہے''۔

جو بات میں نے کی تھی کہ بدعت کرنے والا بہت برا کام کر رہا ہے جس کو مولوی صاحب نے مذمت سے تعبیر کیا وہی بات یہ انوار شریعت والا بھی کر رہا ہے اور حکم کے ضمن میں کر رہا ہے۔

میرے ہاتھ میں الاعتصام ہے امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کا ص نمبر ۲۱۹ ہے

ان البدعة الحقيقية هي التي لم يدل عليها دليل شرعي لا من كتاب ولا من سنة والا من اجماع

بدعت سیئہ وہ ہے کہ جس پر قرآن وسنت یا اجماع امت سے کوئی دلیل شرعی نہ ہو۔

یہ میرے ہاتھ میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی فتح الباری ہے اس کا ص نمبر ۲۱۸ ہے اس میں وہ فرماتے ہیں کہ:

والبدعة اصلها ما احدث من غير مثال سابق و تطلق فی الشرع بمقابلة السنة

بدعت وہ ہے جس کی سابق میں کوئی مثال نہ ہو اور شریعت میں اس کا اطلاق سنت کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ دیگر کتب بھی ہیں جس میں بدعت کی تعریف موجود ہے۔ مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ کیا فقدان شرائط ہوگا تو وہ ناجائز ہو جائے گا؟ تو جناب من میں تو آپ کے اس پورے طریقے کو ہی غلط کہہ رہا ہوں۔

بہر حال جو طریقہ فقہاء نے ذکر کیا ہے ہم اس کے منکر نہیں لکھ کر دینے کو تیار ہوں۔ لیکن تمہارا مروجہ طریقہ کسی نے نہیں لکھا؟۔ وضاحت کرو۔

بہر حال میں نے پہلی شرط بیان کی تھی کہ اس میں مال حرام نہ ہو حالانکہ آج اس کی کوئی تمیز نہیں کہ مال حلال ہے یا حرام میرے پاس یہ مشکوۃ اس میں حدیث ہے کہ

ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا

بے شک اللہ تعالیٰ صرف پاک مال کو قبول کرتا ہے۔

یہ میرے پاس فتاوی عالمگیری ہے اس کی جلد ۵ ص ۴۹ ہے

اذا مات الرجل و کسبه خبیث فالاولی لورثته ان یرد المال الی اربابه ان لم یعرفه اربابه تصدقه

جب کوئی آدمی مرجائے اور اس کا مال حرام ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس کے ورثاء اس کا یہ مال اصل حقداروں کو لوٹا دیں اور اگر اس کے مالک معلوم نہ ہوں تو تمام مال صدقہ کر دیں۔

یہ حرام مال کو بھی کھا رہے ہوتے ہیں سود کے مال کو بھی کھا رہے ہوتے ہیں قاتلوں کے ظلم و ستم سے لوٹے ہوئے مالوں کو بھی کھا رہے ہوتے ہیں۔

دوسری شرط:

جو فقہاء نے ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ جس مال سے حیلہ اسقاط کیا جا رہا ہے وہ حاضرین و غائبین

کے درمیان مشترک نہ ہو۔ اگر ایسا مال ہو کہ جو حاضر و غائب کے درمیان مشترک ہے تو اس سے حیلہ اسقاط جائز نہیں۔ آج کوئی مرتا ہے مثلاً کسی کی ماں مرتی ہے ایک بھائی سعودی میں ہوتا ہے ایک یہاں۔ اس سعودیہ والے بھائی کو سالوں سال خبر بھی نہیں ہوتی اور یہاں اسقاط ہوتا ہے۔ مسند احمد میں حدیث ہے ج ۸ ص ۴۳۳

لا یحل مال امرا مسلم الا بطیب نفس منه

کسی مسلمان کا مال جائز نہیں مگر اس کی رضامندی کے ساتھ۔

یہاں دل کے حال کا کسی کو علم نہیں کہ دوسرا راضی ہے یا نہیں۔

(وقت ختم)

بدعتی مناظر کی تیسری تقریر

(بعد حمد و صلوۃ)

مولوی صاحب! بڑے ہی افسوس کی بات ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ میرا مناظرہ واقعی کسی مناظر کے ساتھ ہے۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ حیلہ اسقاط کی تعریف کریں۔ مگر تعریف ندارد۔ آپ اپنی اختراعی تعریف پر کوئی کتاب پیش نہیں کی اس کا مطلب ہے کہ تعریف پیٹ سے کی۔ پھر تعریف میں مفلس فقیر کے لفظ داخل کیے حوالہ کا مطالبہ آپ نے حوالہ پیش نہیں کیا۔

پھر آپ میرے بجائے عوام کی طرف رخ کرتے ہیں آپ میری طرف رخ رکھا کریں۔ یہ کوئی عوامی جلسہ نہیں کہ آپ عوام کو دیکھ کر بیان کر رہے ہیں۔ یہ ایک مشورہ ہے میرا آپ کو قبول نہیں کرتے تو آپ کی مرضی۔ میں نے آپ سے شرط کی تعریف پوچھی تھی نور الایضاح طحطاوی پڑھنے والا بھی شرط کی تعریف جانتا ہے۔ آپ تو مشہور مولوی ہیں تجربہ کار مناظر ہیں۔ آپ شرط کی تعریف کیوں نہیں کرتے؟

پھر میں نے آپ سے بدعت سیئہ کی تعریف پوچھی تھی وہ آپ نے میری کتاب سے کر دی ماشاء اللہ تو بدعت کی تعریف کرنا آسان ہے۔ لیکن اسے مروجہ حیلہ اسقاط پر فٹ کرنا ہے۔ مولوی صاحب پانی پی رہے ہوں اور میں کہوں کہ شراب پی رہا ہے اور شراب کی مذمت والی آیات آپ

پرفٹ کر دوں۔

پھر میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ جو امر جائز کو بدعت کہے اس کا حکم؟ آپ نے کہا زیادتی کرتا ہے اس کا حوالہ پیش کرو۔ اور پھر میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ جو بدعت سیئہ کو جائز کہے اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے کوئی حکم پیش نہیں کیا۔ پھر میں نے کہا کہ تعیین جو آپ نے کہا میرا مطالبہ تھا کہ تعیین عرفی وشرعی کی تعریف کریں۔ آپ نے کہا کہ تمہیں اس کی سمجھ نہیں۔ یہ غیر مہذب لفظ تھا جو آپ کی شکست ہے۔ پھر بار بار کہہ رہے ہو کہ یہ حرام کے مال سے پیٹ بھر رہے ہیں۔ میں آخری بار تنبیہ کر رہا ہوں اور اپنے صدر مناظر سے درخواست کروں گا کہ فریق مخالف کے صدر مناظر سے کہیں کہ اپنے مناظر کو ٹھیک کریں۔ میری دوڑ میں گزرگئی آپ نے ایک لفظ پر بھی ابھی تک اعتراض نہیں کیا کہ یہ غیر مہذب ہے اور میں آپ کو تیسری دفعہ کہہ رہا ہوں۔ آپ بار بار کہہ رہے ہیں کہ سود کے پیسے کھائے، حرام کھایا، پیٹ بھر رہے ہیں۔ آپ ہمارے مہمان ہیں پشاور سے آئے ہیں۔ اس لئے میں آپ کا لحاظ کر رہا ہوں اور ان الفاظ کو بار بار استعمال مت کریں۔ نہیں تو میرے ساتھ بھی بہت بری زبان ہے۔ پھر آپ گلہ مت کرنا کہ مولوی صاحب ایسے الفاظ کیوں استعمال کر رہے ہیں۔

(حیرت ہے کہ ہم سے بدتہذیبی کا گلہ اور خود گندی زبان استعمال کرنے کی دھمکی!!! یہ قول و فعل کا تضاد کیوں؟۔ساجد)

شرائط مت بیان کریں۔ یہ آپ کی شکست ہے۔ شرائط کا مطالبہ کس نے آپ سے کیا ہے؟ شرائط کیلئے وقت ہے ابھی۔

(وقت مکمل)

حنفی سنی مناظر کی تیسری تقریر

(بعد حمد وصلوۃ)

مولوی صاحب نے اس دفعہ بھی جواب دعوی مجھے نہیں دیا اور انشاء اللہ مناظرے کا تمام وقت مکمل ہو جائے گا لیکن جواب دعوی دینے کی جرات نہ ہوگی۔ مولوی صاحب باتیں نہ کریں آپس میں میری طرف متوجہ ہوں۔

مولوی صاحب کے پاس وہی لکھے ہوئے سوالات ہیں مناظرے کے آخر تک اسی کو لیکر چلنا ہے۔ پہلی دفعہ تو کاپی سے پڑھے اب تھوڑے تھوڑے یاد ہونے لگ گئے ہیں زبانی بھی پڑھ رہے ہیں۔

(اس معصومانہ طنز پر سب کی بے ساختہ ہنسی نکل گئی۔ساجد)

مولوی صاحب کہہ رہے ہیں حیلہ اسقاط کی تعریف کرو۔ حالانکہ میں نے اپنا دعوی پیش کیا تھا کہ تم جو قبرستان میں عوام کا مال کھا رہے ہو اور اسے حیلہ کا نام دے رہے ہو یہ جائز نہیں ہے۔ یہ طریقہ نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں نہ اجماع امت سے ثابت نہ قیاس مجتہد سے ظاہر میں نے اس کی وضاحت کیلئے یہ ساری تفصیل شروع کی۔ جب وہ طریقہ ہے ہی خود ساختہ تو تعریف کتب سے کرنے کے کیا معنی؟

مولوی صاحب کہتے ہیں مجھے دیکھو عوام کو نہ دیکھو۔ تو مولوی صاحب میں آپ کو بھی دیکھ رہا ہوں اور عوام کو بھی۔ باقی عوام کو اگر دیکھ رہا ہوں تو میرا مقصد بھی انہی کو سمجھانا ہے مجھے پتہ ہے کہ آپ میں ماننے کا مادہ نہیں ہے۔

پھر کہتے ہو کہ بدعت کی تعریف ہماری کتاب سے کر دی تو یہ تو **وشهد شاهد من اهله** کا مصداق ہے۔ قرآن کا اصول ہے۔ آپ کے گھر سے بھی پیش کی۔ اور دو کتابیں اور بھی ساتھ میں پیش کی۔ وہ نظر نہیں آئیں یا وہ بھی آپ کی گھر کی کتابیں ہیں؟

مولوی صاحب مجھے کہتے ہیں کہ غیر مہذب الفاظ استعمال کئے تو جناب من اگر کسی ناواقف اور لاعلم مولوی صاحب کو کوئی یہ کہہ دے کہ مولوی صاحب اس مسئلہ کا آپ کو علم نہیں اسے آپ نہیں

جانتے تو یہ کب سے غیر مہذب ہوگیا؟ اس لاعلم مولوی صاحب کو اپنی لاعلمی تسلیم کر لینی چاہیے اس میں اسی کا فائدہ ہے کہ اپنے علم کے گھمنڈ میں وہ ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر حق بات کو قبول کرلے۔

مولوی صاحب بار بار مجھے دھمکیاں دے رہے ہیں تو مولوی صاحب اگر مناظرہ کرنے کو دل نہیں کررہا اور جھگڑا ہی کرنا ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں؟ باقی شرائط مناظرہ میں صرف اتنا ہے کہ غیر مہذب الفاظ کا استعمال نہیں ہوگا اس میں یہ کہیں نہیں کہ اس پر شکست تصور کی جائے گی۔اور جو لفظ میں نے استعمال کیا وہ غیر مہذب نہیں ہے۔

بہر حال علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ رسائل ابن عابدین میں لکھتے ہیں:

ویجب الاحتراز ایضا عن جمع الصرة واستهابها واستقراضها من غیر مالکها او من احد الشریکین بدون اذن الاخر

(ج ا ص ۳۴۴)

ایک شریک نہیں اس کی غیر موجودگی میں میت کا مال ہبہ کرنا قرضہ دینا اسقاط کرنا وغیرہ جائز نہیں۔تم جو حیلہ اسقاط کرتے ہو یہ میں تمام وارثین کی غیر موجودگی میں کیا جاتا ہے۔

تیسری شرط

یہ مال جس کی میت نے وصیت کی اس میں وارثوں میں کوئی یتیم نہیں ہونا چاہیے (یعنی نابالغ) اگر کوئی نابالغ ہو تو اس مال میں سے حیلہ کرنا فدیہ دینا بالکل ناجائز ہے یہ حرام ہے۔

قرآن مجید سورۃ النسا آیت نمبر ۱۰ میں ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا

بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں،اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے۔

آج جو میراثی یتیموں کا نابالغوں کا مال قبروں پر حیلہ اسقاط کے بہانے ہضم کر رہے ہیں یقینا قرآن نے ان کی جہنم کی وعید سنائی ہے۔یہ میرے پاس رسائل ابن عابدین ہے ج ۲ ص

۳۷۴

واما ما یرجع الی الواھبه فھو ان یکون الواھب من اھل ھبة و کونه من اھل ان یکون حرا عاقلا بالغا

یہ ھبہ کرنے والا ھبہ کا اہل ہونا چاہیے یعنی عاقل بالغ ہو نابالغ نہ ہو۔

مولوی صاحب! نابالغ نہیں ہونا چاہیے اگر ہو بھی اجازت بھی دے دے تب بھی شرعا اس کی اجازت کا کوئی اعتبار نہیں۔آج یہ شرط سرے سے مفقود ہے کوئی بھی اس کا خیال نہیں رکھتا۔

چوتھی شرط

اگلی شرط کے جو بھی مال دے اس کو طیب نفس کے ساتھ دے دل کی خوشی کے ساتھ دے۔ یہ نہ ہو کہ لوگ کیا کہیں گے؟ آج جو لوگ حیلہ اسقاط کرتے ہیں قبروں میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ صرف اور صرف لوگوں کے طعنوں سے بچنے کیلئے کرتے ہیں۔یہ میرے پاس مسند احمد ج ۸ ص ۴۳۳ پہلے بھی اس کا حوالہ گزر چکا

لا یحل مال امراء المسلم الا بطیب نفسه منه

پانچویں شرط

مولوی صاحب اگلی شرط۔حیلہ اسقاط کے دائرے میں صرف فقیر بیٹھیں گے۔مولوی صاحب کا یہی مطالبہ تھا کہ فقیر دکھاؤ، مفلس کا لفظ دکھاؤ اب دکھا رہا ہوں۔میں نے پہلے کہا تھا کہ دعوے سے متعلق تمام چیزیں اپنے اپنے مقام پر آرہی ہیں۔غنی کو مالدار کو یہ مال بطور فدیہ دینا جائز نہیں۔

قرآن مجید سورہ توبہ آیت نمبر ۶۰ اللہ تعالی فرماتا ہے

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِینِ

بے شک صدقات فقراء و مساکین کا حق ہے۔

دوسرے نمبر پر رسائل ابن عابدین جلد نمبر ا ص ۳۴۴

(وقت ختم)

بدعتی صدر مناظر

مفتی وقارالزماں صاحب نے کتنی دفعہ عرض کی ہے اور میں ان کو خراج تحسین بھی پیش کروں گا کہ اب تک انہوں نے صبر کا مظاہرہ کیا اور اپنے جلال میں نہیں آئے۔ جناب آپ ہمارے مہمان ہیں۔ ہم اگر آپ کے ساتھ کوئی بدتمیزی کریں گے تو ہمیں درد ہوگا۔ میرے صدر مناظر صاحب میں آپ کے توسط سے مفتی ندیم صاحب سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے ایک لفظی ''میراثی'' استعمال کیا اور میراثی ہماری زبان میں کنجروں کو کہا جاتا ہے۔ تو یہ انداز بالکل مناسب نہیں۔ اور یہ انداز ماحول کو خراب کرے گا۔ اس لئے میں آپ سے گزراش کروں گا کہ وہ لفظ جو غصہ کا سبب بنے ایسے الفاظ سے گریز کیا جائے یہ میری گزارش ہے۔

سنی حنفی صدر مناظر

محترم صدر صاحب! میراثی سے مراد ہماری یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اس کو گویا اپنا دھندا بنا دیا ہے۔ جیسے میراث نسل در نسل چلی آتی ہے۔ اسی طرح وہ اس کام کیلئے وقف ہو چکے ہیں۔ اور جو موروثی طور پر اس طریقے کو رائج کیا ہوا ہے۔ باقی ہماری قطعا میراثی سے مراد ہمارے فاضل و محترم مناظر نہیں بلکہ ہماری مراد تو وہ لوگ ہیں جو اس غلط کام کو کرتے ہیں۔

خطاب عموم سے کیا جاتا ہے اس کو خاص نہ کیا جائے۔ میں کہوں کہ فلاں علاقے کے لوگ اچھے نہیں تو اس سے قطعا یہ مراد نہیں کہ آپ اگر اس علاقے کے ہیں تو آپ بھی اس خطاب میں شامل ہیں۔ بہرحال میرے خیال میں مناظرہ شروع کیا جائے اور دونوں طرف سے میری گزارش ہوگی کہ چلیں آئیندہ کیلئے اس عمومی خطاب سے بھی دونوں طرف کے فریق احتراز کریں۔

ایک اور بات آپ بار بار حیلہ اسقاط کی تعریف کا تقاضہ کر رہے ہیں تو حیلہ اسقاط مروجہ کے جواز کے مدعی آپ ہیں۔ ہمارا دعوی تو یہ ہے کہ فقہاء نے جس حیلہ اسقاط کو جن شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے وہ مروجہ حیلہ اسقاط میں نہیں پائی جاتی۔ اسی کی تفصیل ہم بیان کر رہے ہیں۔ مروجہ حیلہ اسقاط کے جواز کے قائل آپ ہیں لہذا آپ اس مروجہ اسقاط کی تعریف کریں اور پھر اسے فقہاء

کی اس جوازی صورت پر منطبق کریں۔

بدعتی مولوی کی چوتھی تقریر

(بعد حمد وصلوۃ)

الصلوۃ واسلام علیك یاعالم ماکان ومایکون ...الخ

یہ مناظرہ رشیدیہ میرے ہاتھ میں ہے ص ۳۶

ویلتزم الخصم البیان بعد الاستفسار

مدعی سے جب استفسار ہو تو مدعی بیان کا التزام کرے گا۔

میں نے اصول مناظرہ کے مطابق آپ سے استفسار کیا لیکن آپ فرار کا راستہ اختیار کر رہے ہیں۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ آپ گھر سے نکلے ہی اسی ارادہ سے کہ فریق مخالف مناظر مجھ سے کوئی بھی سوال اصول مناظرہ کے مطابق کرے تو میں نے جواب نہیں دینا۔

میں نے آپ سے حیلہ اسقاط کی تعریف پوچھی آپ نے اختراعی بیان کی اور اب ایک نیا شگوفہ چھوڑ دیا کہ فقہاء نے حیلہ اسقاط کی تعریف ہی نہیں کی۔ **(استغفر اللہ ہر تقریر میں کوئی نہ کوئی جھوٹ ہم نے کہا کہ مروجہ حیلہ اسقاط کی تعریف نہیں کی نہ کہ مطلق حیلہ اسقاط کی اسے تو ہم تسلیم کر رہے ہیں اور اسی کی شرائط کو بیان کر رہے ہیں۔ ساجد)**

جناب من! میں آپ کے گھر سے حیلہ اسقاط کی تعریف پیش کروں گا۔ آپ نے پڑھی نہیں۔ لیکن ابھی نہیں جب آپ شکست تسلیم کر لیں گے کہ میرے پاس حیلہ اسقاط کی تعریف نہیں اس کے بعد۔

میں آپ سے یہ مطالبات کرتا رہوں گا اور یہ معیوب نہیں جو آدمی اس کو معیوب کہے وہ کمال کو معیوب کہہ رہا ہے یہ اس کی لاعلمی ہے۔

میں نے آپ سے شرائط کی تعریف پوچھی آپ شرائط بیان کر رہے ہو تعریف کیوں نہیں کرتے؟ یہ جو آپ شرائط پیش کر رہے ہیں میں علمائے دیوبند کی کتب لایا ہوں اس میں ان شرائط کا جواب ہے لیکن اپنے محل پر پیش کروں گا۔

پھر میں نے آپ سے مطالبہ کیا تھا کہ جہاں شرط نہ ہو تو آپ نے حکم لگایا کہ وہ بدعت سیئہ ہے تو

اس کا حوالہ کہاں ہے؟ ۔**(اس کے بعد وہی لایعنی سولات دوبارہ تعریضاً وتنقیداً دہرائے۔ساجد)**
آپ مجھے کہتے ہیں کہ تعیین شرعی تعیین عرفی کا علم نہیں تو جہل کا اقرار کمال ہے۔جناب من جہل کا اقرار واقعۃً کمال ہے لیکن کیا جہل کا الزام بھی کمال ہے؟ آپ نے مجھ پر جہل کا الزام لگایا ہے؟۔یہ ثابت کریں کہ کیا یہ مہذب طریقہ ہے؟
پھر آپ نے کہا کہ آپ نے حیلہ اسقاط کو فرض و واجب تک پہنچا دیا اس کا حوالہ پیش کریں۔ اگر نہیں تو کیا آپ میرے دل سے باخبر ہیں؟ کیا آپ علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں؟ پھر کہا کہ جو اسقاط نہیں کرتا اس کے خلاف بندوق اٹھالیتے ہیں یہ ہم نے کس کتاب میں لکھا؟
پھر آپ نے کہا کہ قاتل کے پیچھے حیلہ اسقاط بدعت سیئہ ہے اس کا حوالہ پیش کریں۔
(استغفر اللہ ہم نے کہیں یہ نہیں کہا کہ قاتل کے پیچھے حیلہ اسقاط بدعت ہے ہم نے تو کہا تھا کہ یہاں حلال وحرام کو نہیں دیکھا جاتا ایک شخص نے قتل کرکے ظلم کرکے مال جمع کیا ہوگا اس کے پیچھے اسی مال سے اسقاط ہو رہے ہوں گے۔ساجد)
رہی بات جواب دعوی تو آپ جواب دعوی کی وضاحت کریں کہ جواب دعوی سے مراد آپ کی کیا ہے؟
(وقت ختم)

سنی حنفی مناظر کی چوتھی تقریر

(بعد حمد وصلوۃ)
چار ٹرم ہو گئے مولوی صاحب نے جواب دعوی نہیں دیا۔اس دفعہ الحمد للہ یہ تو پوچھ لیا کہ جواب دعوی کسے کہتے ہیں؟ مولوی صاحب آئے مناظرہ کیلئے اور حال معلوم نہیں جواب دعوی کا۔
میں نے دعوی لکھا کہ مروجہ حیلہ بدعت ہے اس کے جواب میں مجھے جواب دعوی دیتے کہ مروجہ حیلہ اسقاط سنت ہے واجب ہے۔وہ رٹے رٹائے سوالات پڑھتے جائیں قرآن وحدیث بھی نہیں جس کے پڑھنے پر کوئی ثواب ملے۔
مولوی صاحب نے "میراثی" کے لفظ پر گلہ کیا تو جناب ہمارے علاقوں میں میراثی اسے کہا

جاتا ہے جو قبرستان میں بیٹھے رہتے ہیں جن کا کاروبار ہی عوام کے ان اموال اور کار حرام پر ہوتا ہے۔جن کی روزی روٹی ہی یہی حیلہ اسقاط ہے۔فریق مخالف نے کہا کہ پشاور میں چکلے ہوتے ہیں ڈم ہوتے ہیں۔خدا کی قسم نہ آج تک چکلہ دیکھا نہ علم ہے اور میری معلومات کے مطابق پشاور میں کوئی چکلہ بھی نہیں الحمد للہ۔میری مراد ہر گز نہیں کہ مفتی وقار الزماں میراثی ہیں۔لیکن اگر پھر بھی میری اس بات پر فریق مخالف ناراض ہو رہا ہے تو میں اس پر معذرت چاہتا ہوں۔اس کو بہانہ بنا کر وہ مناظرے کا ماحول خراب نہ کریں۔
انہوں نے مناظرہ رشیدیہ پیش کیا کہ مدعی پر جواب لازم ہے۔بالکل مدعی پر جواب لازم ہے لیکن فرمائشی جواب نہیں یہ مشرکین کا طریقہ ہے فرمائشی جوابات ومعجزے دکھاؤ۔
مولوی صاحب بار بار کہہ رہے ہیں کہ حیلہ اسقاط کی تعریف کی اختراعی۔مولوی صاحب میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ میں نے تو حیلہ اسقاط کی اب تک تعریف ہی نہیں کی۔میں تو فقہاء نے جس حیلہ اسقاط کو جن شرائط کے ساتھ بیان کیا ہے اس کو بیان کر رہا ہوں۔رہی حیلہ اسقاط کی تعریف تو الحمد للہ وہ میرے علم میں بھی ہے اور میں لکھ کر بھی لایا ہوں۔لیکن جو فقہاء نے لکھا وہ یاد ہے جو تم مقبروں میں کرتے ہو نہ یہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں نہ فقہاء کی کتب میں۔
مولوی صاحب کہتے ہیں تمہارے گھر کی کتابوں سے دکھاوں گا۔تو میں کہتا ہوں کہ ہمت کریں بھائی دیر کس بات کی؟ لیکن پہلے قرآن وحدیث ذکر کرو پھر الزاماً ہمارے اکابر کے حوالے ذکر کرو میں اس کے جواب کیلئے یہاں تیار بیٹھا ہوں۔
مولوی صاحب بار بار مجھ پر الزام لگا رہے ہیں کہ کس نے کہا کہ قاتل کے پیچھے حیلہ اسقاط جائز نہیں؟ مولوی صاحب میں نے یہ کہا تھا کہ قاتل نے قتل کرکے ڈاکے ڈال کر حرام مال جمع کیا ہوگا اور یہ لوگ اس کے حرام مال پر حیلے اسقاط کرکے اس کو جنت الاٹ کر رہے ہوں گے۔
میں نے جائز حیلہ سقاط پر چھٹی دلیل پیش کی تھی کہ یہ مال صرف فقرا کو دیا جائے گا اغنیا کو نہیں میں نے اس پر قرآن کی آیت پیش کی تھی کہ

انما الصدقات للفقراء

یہ میرے ہاتھ میں رسائل ابن عابدین ج ا ص ۳۴۴ ہے اس میں لکھا ہے:

ویجب الاحتراز ایضا عن احضار غنی او کافر

اب مالدار بھی التی پالتی مار کر بیٹھا ہوتا ہے شرم بھی نہیں آتی ظالم کو کہ یتیموں کا مال جیب میں رکھ کر چلتا بنتا ہے۔

ساتویں شرط

حیلہ اسقاط میں جو مال دیا جائے وہ کافر کا نہ ہو، غلام کا نہ ہو نابالغ کا نہ ہو، مجنون کا نہ ہو۔

آج اس کا کوئی خیال وتمیز نہیں کی جاتی۔ بس تین دفعہ پھیرے گھماؤ اور سب کچھ حلال۔ اس شرط پر میں حوالہ ذکر کر چکا ہوں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے۔

آٹھویں شرط

حیلہ اسقاط میں مال دینے والا وہ ہوگا جو وارث ہو۔ یا وہ شخص جس کیلئے وصیت کی ہو۔ یا ان دونوں کی طرف سے وکیل ہو کوئی۔ اور آج کیا ہوتا ہے بس مسجد کا مولوی صاحب سب کچھ۔

میرے ہاتھ میں رسائل ابن عابدین ہے

اذا علمت ذالك فاعلم ان الاجنبی اذا تبرع عن المیت لایکفی لاطلاق عن الولی وقد علمت ان المراد بالولی من له ولایة التصرف بمال المیت او وراثة او وصیة وهو المتبادر من کلام الفقها

نویں شرط

اگر میت نے وصیت کی تو اس کے ثلث مال میں سے اگر فدیہ ادا ہوتا ہے یا وارثوں میں سے کوئی اپنی طیب خاطر سے بشرط ان میں کوئی وارث نابالغ و مجنون نہ ہو تو اس کیلئے حیلہ اسقاط نہیں ہوگا۔

آج کیا ہو رہا ہے اگر ثلث مال میں سے پورا فدیہ ادا بھی ہو سکتا ہو تب بھی چاہے غنی ہو چاہے فقیر کو اس کی طرف سے بطور رواج اس حیلے اسقاط کو کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ حیلہ اس غریب کیلئے نکالا گیا تھا جس کے ثلث مال میں سے فدیہ ادا نہ ہو سکتا ہو۔

یہ میرے ہاتھ میں عالمگیری ہے اس کا ص ۱۶۵ ہے

إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ وَعَلَيْهِ صَلَوَاتٌ فَائِتَةٌ فَأَوْصَى بِأَنْ تُعْطَى كَفَّارَةُ صَلَوَاتِهِ يُعْطَى لِكُلِّ صَلَاةٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ وَلِلْوِتْرِ نِصْفَ صَاعٍ وَلِصَوْمِ يَوْمٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ ثُلُثِ مَالِهِ

یعنی ایک آدمی مر گیا اور اس کے ذمہ کچھ نمازیں ہیں اور اس نے نمازوں کے کفارہ ادا کرنے کی وصیت کی تو ہر نماز اور اسی طرح وتر کیلئے نصف نصف صاع اسی طرح فی روزہ نصف صاع ثلث مال میں سے فدیہ ادا کیا جائے گا۔ یعنی اگر فدیہ ادا ہوگا تو فدیہ ادا کیا جائے گا اسقاط نہیں کیا جائے گا۔

(وقت ختم)

بدعتی مناظر کی پانچویں تقریر

(بعد حمد وصلوۃ)

میں نے مولوی صاحب کے سامنے مناظرہ رشیدیہ پیش کیا کہ میں نے آپ سے استفسار کیا کہ حیلہ اسقاط کی تعریف کریں۔ اور جو تم نے تعریف کی وہ اختراعی ہے۔ اور یہ مفلس وفقیر کی قید لگائی یہ بحوالہ کتاب دکھائیں۔ مولوی صاحب شرطوں کیلئے کتب اٹھاتے ہیں مولوی صاحب اس کام کیلئے کتاب اٹھائیں۔ اور عجیب بات مولوی صاحب کہتے ہیں میں نے تو تعریف کی ہی نہیں؟

مولوی صاحب یہ ویڈیو ریکارڈ ہو رہی ہے، لوگ بیٹھے ہیں آپ نے تعریف کی ہے۔ اور وہ بھی اختراعی اب کہتے ہو کہ تعریف نہیں کی مولوی صاحب دماغ کو حاضر کریں تعریف کی ہے لیکن اختراعی تعریف کی ہے۔

ہم بھی کہتے ہیں کہ حیلہ اسقاط ان شرائط کے ساتھ جو فقہاء نے لکھی ہے اس کے ساتھ جائز ہے۔

(اہل حق کی طرف سے ماشاء اللہ۔۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔ بدعتی مولوی کو فوراً سمجھ آگئی کہ منہ سے چبل نکل گئی تو اب بات کو یوں گھماتے ہوئے۔ ساجد)

لیکن اختراعی شرائط نہیں جو شرائط واقعۃ ہوں۔ وہ شرائط نہیں جیسے مولوی صاحب قصے

سنارہے ہیں ۔شرائط کی طرف بعد میں جائیں گے کہ اگر یہ شرائط مفقود ہوں تو پھر کیا حکم ہے؟ یہ سب میں آپ کی کتب سے پیش کروں گا۔

(پھر وہی پرانے رٹے رٹائے ہوئے سوالات شروع کر دئے ۔ساجد)

میں نے جتنے سوالات آپ سے کئے ان کے جوابات آپ نے دینے ہیں ۔اس کے بغیر آپ کی جان چھٹنے والی نہیں ہے ۔اور یہی طریقہ مناظرہ ہے ۔

آپ نے کہا کہ آپ سوال کرو لیکن آپ کے سوالات فرمائشی ہیں ۔مولوی صاحب میرے سوالات فرمائشی نہیں کتابی ہیں یہ دیکھو مناظرہ رشیدیہ اس میں ہے:

مثاله اذا قال الناقل قال ابو حنيفةؒ النية ليس بشرط الوضو يقول السائل ما النية؟ وما الشرط؟ وما الوضو؟

یہ مناظرہ رشیدیہ ہے ص ۳۶ ۔اس میں سائل پوچھے گا شرط کیا ہے؟ مولوی صاحب میں آپ سے پوچھتا ہوں شرط کیا ہے؟ جواب دیں ۔ادھر ہے وضو کیا ہے؟ آپ کو پتہ ہوگا کہ تصدیق تصورات ثلاثہ پر موقوف ہے ۔آپ اس بات کے ذمہ دار ہیں شرط کی تعریف کریں موضوع و محمول کی وضاحت کریں ۔حیلہ اسقاط شرعاً جائز ہے ۔

(وقت ختم)

حنفی سنی مناظر کی پانچویں تقریر

(بعد حمد و صلوۃ)

مولوی صاحب کی پانچویں ٹرم ہے اس میں جواب دعوی یاد آگیا لیکن لکھا ہوا گم ہوگیا ہے ۔دعا کریں کہ وہ مل جائے ۔مولوی صاحب کہتے ہیں میں نے مناظرہ رشیدیہ پیش کیا تو جناب رشیدیہ کا جواب میں نے دے دیا اور کہا کہ آپ کے استفسارات فرمائشی ہیں ۔انہوں نے کہا کہ فرمائشی نہیں کتابی ہیں ۔میں نے کہا کہ جو مقبروں میں آج کل حیلہ اسقاط کیا جاتا ہے اس کا ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں نہ فقہاء کی کتب میں ۔میں نے فقیر و مفلس کا ذکر بحوالہ کیا ۔آپ بار بار وہی چیز دہرا رہے ہیں کہ فقیر و مفلس کا ذکر کدھر ہے؟ میں نے کر دیا اب آپ کے فرمائشی فقیر و مفلس کا ذکر

میں کہاں سے لاؤں؟

مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ہم بھی کہتے ہیں کہ جو حیلہ فقہاء نے شرائط کے ساتھ لکھا ہے ہم بھی اسی کے قائل ہیں ماشاءاللہ مولوی صاحب اصل وحق بات کی طرف آگئے ہیں ۔

پھر ایک قابل توجہ بات مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے تو جواب دعوی ان کو لکھ کر دیا تھا ۔کہ حیلہ اسقاط شرعی ۔مولوی صاحب جواب دعوی، دعوی کا جواب ہوتا ہے ۔حیلہ اسقاط شرعی کو میں بھی جائز مانتا ہوں ۔اگر آپ بھی مانتے ہیں تو ہم یہاں مناظرہ کس بات پر کر رہے ہیں؟ میری بحث اس حیلے میں نہیں جس کو فقہاء نے جائز قرار دیا ہے ۔میں نے بطور تائید اپنے دعوی میں بھی اس کو لکھا ہے ۔میں نے مروجہ کا ذکر کیا ہے ۔بہرحال میں نے نو شرائط ذکر کی تھیں ۔نویں شرط کیلئے ہندیہ عالمگیری کا حوالہ پیش کیا تھا کہ:

اذا مات الرجل وعليه صلوت فائتة فاوصى بان تعطى كفارة صلوته لكل صلوة الخ

تو اگر اس کی نمازوں، روزہ وغیرہ کا فدیہ ثلث مال میں سے پورا ہو رہا ہے تو حیلے کی حاجت نہیں ۔لیکن آج کل اس کا تصور بھی نہیں ۔یہاں مراد وگھنٹوں میں سب کچھ ہوگیا نہ جائیداد کی تفصیل نہ فوت شدہ عبادات کی تفصیل ۔

دسویں شرط

فقیر کو جب مال دیا جا رہا ہو تو نیت یہ ہونی چاہئے کہ میں اس کو مالک بنا رہا ہوں اس کا عزم کیا جائے ۔صرف حیلے کے طور پر نہیں جیسے ہمارا یہاں ہوتا ہے ۔یہ لو اس بیچارے نے پوری طرح ہاتھ میں پکڑا بھی نہیں واپس لے لیا ۔اور اگر بالفرض نہیں دیا تو اسی جگہ اس کا منہ توڑنے کیلئے تیار ہوتے ہیں ۔علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ويجب الاحتراز من ان يلاحظ الوصى عند دفع الصرة للفقير الهزل او الحيلة بل يجب ان يدفعها عازما على تمليكها

(رسائل ابن عابدین ج ۱ ص ۲۲۵ سہیل اکیڈمی ۔ساجد)

واقعتاً اس فقیر کے حوالے کرے گا اس طرح کی گپ شپ نہیں کرے گا جس طرح کہ آج کے خانان مقبروں میں کر رہے ہیں۔

گیارہویں شرط

جس فقیر کو مال دیا حیلے کا وہ اگر واپس کرنے سے انکار کر دے تو اس کیلئے جائز ہے کہ وہ اس مال کو لے جائے اس سے زبردستی اس مال کو واپس لینا جائز نہیں۔ اللہ کو حاضر ناظر جان کر بتائیں جس فقیر کو یہ لوگ مال دیتے ہیں وہ اگر انکار کر دے تو بتائیں اس کا منہ توڑنے کیلئے یہ عوام تیار ہو جاتی ہے یا نہیں؟ یہ میرے پاس علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی رسائل ابن عابدین ہے ص ۳۴۴:

ان الفقير اذا ابى عن هبتها الى الوصى كان له ذالك ولا يجبر على الهبة

یعنی فقیر اگر اس مال کو دوبارہ وارث کو ہبہ کرنے سے انکار کر دے تو اس کو اس کا اختیار ہو ہبہ کرنے پر زبردستی نہ کی جائے۔ آج آپ کی عوام اللہ کو حاضر و ناظر جان کر بتائیں کیا یہ صورت ہے؟

بارہویں شرط

جب تک فقیر اس مال پر قبضہ نہ کرلے دوسرے کو ہبہ کرنا جائز نہیں۔ اور یہ میں نہیں کہتا علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رسائل ابن عابدین ص ۳۲۵ میں لکھ رہے ہیں کہ:

"ويقبضها ويعلم انها صارت ملكا له"

تیرہویں شرط

فقیر جب وصی یا وارث کو مال واپس کرے تو وہ بھی اس پر قبضہ کرے گا۔ جب تک قبضہ نہیں کرے گا دوسرے کو نہیں دے سکتا۔ آج کل کیا ہوتا ہے دور سے ہاتھ لگا یا پھر دوسرے نے لگا یا اور یوں تین پھیرے دے دئے کسی کو نہ قبضہ کا پتہ نہ ہبہ کا علم۔ عالمگیری میں ہے:

ويستقرض الولى قيمتها ويدفعها للفقير ثم استوهب منه ثم يستوهبها منه ويتسلمها منه لتتم الهبة

مگر آج یہ چیزیں مفقود ہیں اس پر مولوی صاحب بھی گواہ ہیں۔

چودہویں شرط

فقیر کو یہ بتا دیا جائے کہ یہ مال آپ کی ملک میں چلا گیا ہے۔ آپ اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتے ہیں۔ البتہ اگر آپ یہ مجھے واپس کر دیں بطور ہبہ کے تو میں آپ کو دوبارہ واپس کر دوں گا تا کہ میت کا ذمہ پورا ہو جائے۔ اگر فقیر کو یہ بات نہیں سمجھائی گئی تو حیلہ اسقاط جائز نہیں۔ رسائل ابن عابدین میں ہے:

احسنها ان يعطى ---

(وقت ختم)

اسقاطی بدعتی مولوی کی چھٹی تقریر

(بعد حمد وصلوۃ)

مولوی صاحب! میں نے آپ سے کہا تھا کہ میرا مطالبہ فرمائشی نہیں ہے، کتابی ہے۔ آپ نے اس کا رد پیش نہیں کیا۔ میری بات ثابت ہو گئی۔ اور میں نے جتنے بھی سوالات آپ سے کئے ان سب کے جوابات آپ بحوالہ کتب پیش کریں گے۔ چلیں میں آپ سے نرمی کرتا ہوں اتنا مجھے کہہ دیں کہ مجھے یہ طریقے نہیں آتے۔ اور آپ نے خود کہا کہ اقرار جہالت یہ کمال ہے۔ اپنی بات پر عمل کریں اور کہیں کہ مجھے یہ تعریفات نہیں آتی۔ مولوی صاحب میں نے تعریفات تیار رکھی ہیں۔ مجھے کہیں کہ آپ کو نہیں آتی تو میں کرنے کو تیار ہوں۔ حیلہ اسقاط کی تعریفات آپ کے گھر میں موجود ہیں لیکن آپ کا مطالعہ نہیں ہے۔

اب یا تو میرے ان سوالات کے جوابات آپ دیں گے میرا یہ مطالبہ آپ پورا کریں گے۔ یا اس بات کا اقرار کریں کہ مجھے حیلہ اسقاط کی تعریف نہیں آتی۔ شرط تعریف نہیں آتی۔۔۔ الخ

(سارے سوالات دوبارہ مرچ مصالحے لگا کر دہرائے۔ ساجد)

میں اصول مناظرہ کے مطابق مناظرہ کر سکتا ہوں۔ اس سے ہٹ کر میں نہیں کر سکتا اس لئے کہ یہ معیوب بات ہے عبث بات ہے۔ یہ مناظرہ رشیدیہ میں ہے ص ۳۶:

لو اشتغل بالبیان یعد عبثا

مولوی صاحب! آپ عبث لگے ہوئے ہیں۔مناظرہ رشیدیہ کہہ رہا ہے میں نہیں آپ کی تمام شرائط عبث ہیں۔ان سب شرائط کے جوابات میرے پاس ہیں۔اور الحمد للہ ہمارے حیلہ اسقاط مروجہ فقہاء کی شرائط کے مطابق ہے۔اور بالفرض کہیں ان شرائط کے مطابق حیلہ اسقاط نہ ہو رہا ہو تو اس سے مطلق حیلہ اسقاط کس طرح بدعت ہوگیا؟ اس فرق کو آپ بیان نہیں کر رہے ہیں۔

آپ بار بار کہہ رہے ہیں کہ تمہارے حیلہ اسقاط میں یہ شرائط مفقود ہوتے ہیں۔تو مولوی صاحب رجما بالغیب مت کرو۔اندازے مت لگاو حوالے پیش کرو۔الحمد للہ حیلہ اسقاط میں کرتا ہوں میرے مقتدی موجود ہیں میں جو حیلہ اسقاط علامہ شامی نے بتایا ہے،عالمگیری نے بتایا ہے بحرالرائق نے بتایا ہے اس کے مطابق کرتا ہوں۔یہ جتنے علماء بیٹھے ہیں یہ جو حیلہ اسقاط کرتے ہیں فقہاء کی شرائط کے مطابق کرتے ہیں۔

اور ہمارا حیلہ اسقاط شرائط کے مطابق آپ نے تسلیم کیا ہوا ہے۔اور اس کی وضاحت کریں کہ میں ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں جو شرائط کے بغیر کرتے ہیں وہ بدعت سیئہ ہے۔میں اپنے صدر مناظرہ سے کہوں گا کہ فریق مخالف صدر مناظر سے کہیں کہ مجھے ان کا جوابات دیں نہیں تو یہ مناظری یہی رکوادیں اس کے بعد مناظرہ نہیں ہوگا۔

اسقاطی صدر مناظر

صدر مناظر صاحب میری آپ سے گزارش ہے کہ میرا مناظر مسلسل سوالات کر رہا ہے۔کیونکہ اس کا رد چاہئے یا اقرار۔وقت مقرر ہے مگر ابھی تک مناظرہ اصول مناظرہ کے مطابق نہیں چل رہا ہے۔

حنفی صدر مناظر

ویڈیو میں سب ساتھی دیکھ رہے ہیں کہ دوسری طرف سے جو معقول سوال ہو رہا ہے اس کا جواب یہاں سے دیا جا رہا ہے۔البتہ جو غیر ضروری سوالات ہیں ان کے جوابات کے ہم پابند

نہیں۔

سنی حنفی مناظر کی چھٹی تقریر

(بعد حمد و صلوۃ)

مولوی صاحب کی چھٹی ٹرم گزرگئی مگر ابھی تک جواب دعوی نہیں دیا اور انشاء اللہ مناظرے کے آخر تک نہ پیش کریں گے اور نہ دیں گے۔

وہی پرانی باتیں دوبارہ مولوی صاحب نے دہرائیں جن کے جوابات ہو چکے ہیں۔مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اتنا اقرار کرلو کہ مجھے تعریف نہیں آتی تو آپ لوگ جو کرتے ہو،جو ان علاقوں میں رائج ہے۔اس کو فقہاء نے نہیں لکھا۔

مروجہ حیلہ اسقاط جو مقبروں میں رائج ہے اس کو فقہاء نے نہیں لکھا اگر آپ کو آتا ہے تو کریں۔
نیز آپ نے کہا کہ مجھے تعریف آتی ہے تو جب آتی ہے تو اس کا مطالبہ مجادلہ و مکابرہ ہے۔

کہتے ہو کہ اصول مناظرہ سے ہٹ کر مناظرہ نہیں کروں گا تو مناظرہ تو چل رہا ہے کر تو رہے ہو۔
مولوی صاحب کہتے ہیں کہ فقہاء کرام نے جو حیلہ لکھا ہے ہم وہ مانتے ہیں وہی کرتے ہیں۔تو ہماری بحث اس میں ہے ہی نہیں۔ہماری بحث تو جو آج رائج ہے مقبروں میں ہوتی ہے اس پر ہے۔
نیز آپ اپنے علاقے کے حیلہ اسقاط کے بارے میں نہیں آئے ہمیں علم نہیں کہ وہاں کس طرح حیلہ اسقاط ہوتا ہے۔آپ یہاں جس طرح حیلہ اسقاط ہوتا ہے اس کو ثابت کرنے آئے ہیں۔اس علاقے والوں کے ترجمان بن کر آئے ہیں۔لہذا اس علاقے میں جو مروجہ بدعتی حیلہ اسقاط ہے اس کا ثبوت دیں۔

یہاں میت فوت ہوئی اور تدفین سے پہلے اس کے وارث معلوم کرو،مال معلوم کرو،ثلث کا حساب نکالو،پھر زندگی بھر کی نماز روزہ،دیگر جنایات کا حساب نکالو،پھر پیسوں کا گندم کا حساب کرو،اس تھوڑے سے وقت میں یہ سب مولوی صاحب آپ اگر کرتے ہیں کہ تو کیسے معلوم ہو جاتا ہے؟ اور آگے میں پیش کروں گا کہ قبرستان میں اس کا کرنا بھی بدعت ہے علامہ شامیؒ نے لکھا ہے۔
رہی بات شرعی حیلہ اسقاط تو میں اس کا منکر نہیں ہوں۔الحمد للہ میرے بیانات اس پر شاہد ہیں

کہ جب بھی حیلہ اسقاط کے متعلق سوال آیا میں نے اس کی صحیح شرعی صورت بیان کی ہے۔
رہی مروجہ حیلہ اسقاط کی بات تو وہ نہ قرآن وحدیث میں ہے نہ اجماع و نہ فقہاء کی کتب میں۔

پندرہویں شرط

بہرحال پندرہویں شرط میں پیش کررہا تھا کہ:
میت نابالغ ومجنون نہ ہو۔ اگر نابالغ ومجنون ہے تو اسکا حیلہ اسقاط کرنا بے کار وفضول ہے۔ یہاں یہ لوگ اپنے ایمان سے بتائیں پاگل فوت ہوتا ہے، بچہ مرتا ہے ایک رسم کے طور پر حیلہ اسقاط ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ بخاری شریف ہے دوسری جلد ص ۳۰۳ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ان القلم رفع عن ثلثة عن المجنون حتی یفیق و عن الصبی حتی یدرك وعن النائم حتی یستیقظ

نابالغ مجنون بیچارہ مرفوع القلم ہے اور یہاں اس کے پیچھے اسقاط ہورہے ہیں۔

سترہویں شرط

حیلہ اسقاط نام ونمود اور نمائش کیلئے نہیں ہوگا۔ اگر ریا اور دکھلاوے کیلئے ہو تو ایسا اسقاط حرام و ناجائز ہے۔ میرے پاس مشکوۃ شریف ص ۴۵۴ ہے اس میں ہے:

قال رسول اللہ ﷺ أنا أغنى الشركاء عن الشرك مَن عمل عملاً أشرك فيه معي غيري تركته وشركه وانا منه بری

اٹھارویں شرط

میت کی نمازوں، روزوں، زکوۃ اور دیگر عبادات نیز جنایات ان سب کا علم وحساب کیا گیا ہو۔ یہاں یہ بالکل مفقود ہے۔ مراقی الفلاح ہے میرے ہاتھ میں ص ۲۶۲

هكذا يفعل مرارا حتى يسقط ما كان يظن مما ذكرناه وهذا هو مخلص فى ذالك انشاء الله بمنه وكرمه

اب کیا یہ ہوتا ہے؟ اس کا فیصلہ یہ عوام خود کریں۔

انیسویں شرط

حیلہ اسقاط کی وجہ سے کوئی ناجائز کام بیچ میں نہیں آنا چاہئے۔ مثلا میت کے دفنانے میں تاخیر ہورہی ہے۔ یہ ناجائز کام ہورہا ہے حدیث کی مخالف ہورہی ہے اس وقت میں حیلہ اسقاط کو ترک کردے۔ حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے مشکوۃ شریف، ص ۱۴۴

قال رسول اللہ ﷺ اسرعوا بالجنازة فان تك صالحة فخير تقدمونها اليه

یہاں دائرہ اسقاط بنا ہوا ہوتا ہے۔ اس کا بالکل لحاظ نہیں کہ دو گھنٹے لگے یا تین چار لگے یا پانچ۔ بعض اوقات نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے اور میت اسی طرح بیچاری پڑی رہتی ہے۔ یہ میت کے دشمن اس وقت میت کو تکلیف دے رہے ہوتے ہیں۔

بیسویں شرط

اس کے ساقط تمام فرائض وواجبات کی تعداد کا معلوم کرنا ضروری ہے۔ پھر کفارہ کس کا دیا جارہا ہے اس کو اسی کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے۔ مثلا اگر کفارہ قسم یمین کا دیا جارہا ہے تو دس مسکینوں کو دینا ضروری ہے۔ اور اگر ظہار کا ہے تو اس میں ساٹھ مسکینوں کا دینا ضروری ہے۔ بصورت دیگر کفارہ ادا ہی نہیں ہوا۔ یہ مراقی الفلاح ص ۲۶۲ پر لکھا ہے:

(ويجوز إعطاء فدية صلوات) وصيام أيام ونحوها (لواحد) من الفقراء (جملة بخلاف كفارة اليمين) حيث لا يجوز أن يدفع للواحد أكثر من نصف صاع فى يوم للنص على العدد فيها وكذا ما نص على عدده فى كفارة (والله سبحانه وتعالى أعلم)

اس کی کوئی تفصیل مروجہ حیلہ میں نہیں بس بخشوانے والے بیٹھے ہوئے ہیں میں نے تجھ کو دیا تو نے مجھ کو دیا۔ چل سو چل۔
(وقت ختم)

اسقاطی بدعتی مولوی کی ساتویں تقریر

(بعد حمد وصلوۃ)

مولوی صاحب نے کہا کہ جب تک سوالوں کا جواب نہیں دو گے تو میں مناظرہ نہیں کروں گا تو مناظرہ تو کر رہے ہو۔ تو جناب ابھی تک مناظرہ شروع ہی نہیں ہوا۔ اس لیے کہ اصول مناظرہ کے مطابق جو سوالات میں نے کئے اس کے جوابات ابھی تک مجھے نہیں ملے۔ آپ نے کہا کہ میں حیلہ اسقاط پر اعتراض نہیں کر رہا بلکہ مروجہ حیلہ اسقاط پر اعتراض کر رہا ہوں میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ یہ "مروجہ" قید احترازی ہے یا اتفاقی؟

(اس کے بعد وہی پرانی تقریر۔۔ساجد)

میں اپنے صدر مناظر سے کہوں گا کہ اب اس کے بعد اس مناظرہ کو روک کے رکھیں جب تک فریق مخالف میرے ان مطالبات کو اصول مناظرہ کے خلاف ثابت نہ کر دے۔

ایک اور بات یہ جو آپ نے بیس تک شرطیں پہنچا دیں اگر یہ شرطیں مفقود ہوں اور ایک عالم کہہ دے کہ پھر بھی جائز ہے اور کتاب میں لکھ دے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور اگر آپ کے گھر کے علماء نے لکھا ہو کہ "یہ شرائط مفقود ہوں پھر بھی اس کے جوابات وتاویلات ہیں" تو کیا آپ اس کو ماننے کیلئے تیار ہو؟۔ اور ایک اور چیز کا اضافہ کر دو یہ شرائط نہ ہوں تو وہ کونسے علمائے دیوبند ہیں مستند جنہوں نے اس کو بدعت سیئہ کہا ہے؟

(وقت ختم)

سنی حنفی مناظر کی ساتویں تقریر

(بعد حمد وصلوۃ)

مولوی صاحب نے ابھی تک جواب دعوی نہیں دیا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مناظرہ اس لئے شروع نہیں ہوا کہ میرے سوالات کے جوابات نہیں دئے میں نے تمام معقول سوالات کے جوابات دے دئے مولوی صاحب اس کو جواب تسلیم نہ کریں تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔

مولوی صاحب کہتے ہیں کہ کیا تم کو علم غیب ہے جو کہتے ہو کہ مجھ میں ماننے کا مادہ نہیں؟ تو مولوی صاحب یہ باتیں میں اس بنیاد پر کر رہا ہوں کہ مناظرے کے میدان میں نے اچھی طرح دیکھا اور پرکھا ہے اس پر مطالعہ کیا ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود کے ساتھ مناظرہ ہوا کیا نمرود مان گیا؟ موسی علیہ السلام کا فرعون کے ساتھ مناظرہ ہوا فرعون نے نہیں مانا، نبی اکرم ﷺ کا نجران کے عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ ہوا انہوں نے تسلیم نہیں کیا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا دہریوں کے ساتھ مناظرے ہوئے تسلیم نہیں کیا حق کو۔ میرے اپنے پچاس ساٹھ سے زائد مناظرے ہو چکے ہیں۔ اب تک ایک مناظر تسلیم کر کے نہیں گیا کہ ہاں حق بات بولی اور میں حق تسلیم کرتا ہوں۔ البتہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ کس لئے کرتے ہو تو مناظرے کی تعریف میں ہے:

توجه المتخاصمين في النسبة بين الشيئين اظهارا للصواب

اس میں یہ نہیں کہ مخالف مناظر بھی تسلیم کرے گا۔ صرف اظہار صواب اور درست بات ظاہر ہونے کیلئے اور اسی کیلئے میں کرتا ہوں۔ الحمد للہ

مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں اپنے صدر مناظر سے کہوں گا کہ مناظرہ روک دو۔ تو مولوی صاحب آپ کے پاس ہے کیا کہ مناظرہ کریں؟ مناظرے کا وقت تو ویسے بھی قریب الاختتام ہے۔ چند سوالات لکھ کر لائے تھے اسی کی گردان پڑھے جا رہے ہیں اب تک۔

مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اگر یہ شرائط مفقود ہو اور پھر بھی کوئی جائز کہے تو اس پر کیا حکم ہے۔ تو ہمارے تمام ذمہ دار علماء نے لکھا ہے کہ جو فقہاء نے لکھا ہے وہی طریقہ بالکل درست ہے اور جو عوام میں رائج ہو گیا ہے جہلاء کی طرف سے یہ نہ تو فقہاء نے لکھا ہے اور نہ جائز ہے۔ بلکہ بدعت ہے۔ انشاء اللہ اس ٹرم کے آخر میں پیش کروں گا لیکن دو شرائط میری رہتی ہیں اس کو پورا کرنا ہے۔

اکیسویں شرط

حیلہ اسقاط ضرورت کے وقت جائز ومباح ہے۔ لیکن اسے سنت، واجب یا فرض کا درجہ دینا یہ ناجائز وممنوع ہے۔ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرقات ج ۳ ص ۲۶

من اصر على امر مندوب وجعله عظما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب

منہ الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعۃ او منکر

جس شخص نے کسی امر مندوب پر اصرار کیا اور اس کو مثل واجب قرار دے دیا اور شریعت کی دی ہوئی رخصت پر عمل نہیں کیا تو اس سے شیطان نے گمراہی کا حصہ لے لیا پس کیا حال ہے اس شخص کا جو کسی بدعت یا منکر پر اصرار کرے۔

بائیسویں شرط

فقیر کو اتنا دیا جائے کہ اس سے وہ خوش ہو جائے۔ اتنا قلیل کے اس سے اس کی دل شکنی ہو اور محض خانہ پری ہو۔ یہ درست نہیں جیسا کہ آج کل پانچ دس روپے اور ایک صابن دے کر یہ جاوہ جا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ص ۳۲۵

ویجب ان یحترز کسر خاطر الفقیر بعد ذالك بل یرضی بما تطیب نفسہ بما قدمناہ

الحمدللہ یہ وہ بائیس شرائط تھیں جو اس حیلے کیلئے مقرر کی گئی ہیں۔ اور یہ تمام آج کے مروجہ حیلے میں مفقود ہیں۔ تو گویا یہ مروجہ حیلہ نہ تو قرآن سے ثابت نہ حدیث سے نہ فقہاء کے اقوال سے جو مستنبط من القرآن والحدیث ہیں۔ بلکہ جہلاء کا خود ساختہ گھڑا ہو طریقہ اور بدعت و ناجائز ہے۔

مولوی صاحب کہتے ہیں میں حیلہ ان شرائط کے ساتھ کرتا ہوں۔ تو ہمیں مولوی صاحب سے کوئی لینا دینا نہیں۔ مولوی صاحب یہاں کے عوام کے نمائندے بن کر آئے ہیں۔ ہم ذکر اس مروجہ حیلے کا کر رہے ہیں۔

مولوی صاحب نے حیلہ کی تعریف پوچھی مجھ سے اب سنیں

ھی ما یتوصل بہ الی المراد بطریق خفی۔

مولوی صاحب نے مجھ سے مطالبہ کیا تھا کہ جب شرائط مفقود ہوں تو ایک دیوبندی ذمہ دار عالم بتائیں جس نے اس کو بدعت کہا ہو۔ تو یہ لیں امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی راہ سنت جس میں اس مروجہ حیلہ اسقاط کو "بدعت سیئہ" کے ذیل میں درج کیا گیا ہے۔ اس کتاب پر ہمارے جید اکابر کی تقریظات بھی موجود ہیں۔ یہ واضح الفاظ میں اس میں لکھتے ہیں کہ

آج کل جو طریقہ حیلہ کا رائج ہے اس میں وہ شرائط فقہی مفقود ہیں لہذا یہ بدعت ہے۔

یہ دوسرا حوالہ یہ کتاب دار العلوم حقانیہ سے شایع شدہ ہے۔ مفتی سیف اللہ حقانی صاحب۔ یہ فرماتے ہیں کہ:

"حیلہ اسقاط کے متعلق تین گروہ ہیں۔

پھر مفتی صاحب نے ان تینوں گروہوں کا ذکر کر کے اس میں اس مروجہ طریقہ کو بدعت کہا ہے۔

۲۲ کتب کے حوالوں سے میں نے ذکر کیا کہ آج مقبروں میں جو مروجہ حیلہ اسقاط ہوتا ہے اس میں وہ شرئط مفقود ہیں اسی لئے بعض نے اسے بدعت کہا بعض نے حرام کہا۔ یہ طریقہ کسی طور جائز نہیں۔

رہی بات کہ فقہاء نے پھر کونسا طریقہ ذکر کیا؟ تو وہ میں اس ٹرم میں ذکر کرنے لگا ہوں یہی اکوڑہ خٹک والی کتاب:

"حیلہ اسقاط کا شرعی طریقہ۔۔۔

(وقت ختم)

اسقاطی بدعتی مولوی کی آٹھویں تقریر اور آخری تقریر

(بغیر حمد و صلوۃ)

میں نے جتنے مطالبے کئے تھے مولوی صاحب نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔ اور مولانا محمد خان صاحب نے جو یہ شرط رکھی تھی کہ جب تک مناظرہ کا فیصلہ نہ ہو جائے وقت مناظرے کا رہے گا یہ بہت اچھا کام کیا تھا کیونکہ ان لوگوں کا پہلے ہی سے یہ منصوبہ تھا کہ ڈھائی گھنٹے کی تیاری کر کے آئے تھے۔ آپ نے مولوی صاحب میرے ایک مطالبے کا بھی جواب نہیں دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ مناظرے کے اہل ہی نہیں۔ مناظرے کا طریقہ معلوم نہیں مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ آپ نے مناظرہ رشیدیہ دیکھا بھی نہیں آج میں نے آپ کو دکھایا۔ میں یہ کتابیں لایا ہوں کہ علمائے دیوبند مروجہ حیلہ اسقاط کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔

یہ معیار حق ہے قاضی شمس العارفین وزیرستان کے قاضی نور اللہ کے بیٹے ہیں وہ کہتے ہیں:

''مندرجہ بالا کتب فقہ حنفی سے معروف حیلہ اسقاط کے جواز واستحباب کا ثبوت اظہر من الشمس واضح ہوا۔ بلکہ موجودہ دور میں علمائے کرام نے اس کو لازم العمل قرار دیا ہے''۔

یہ نفع الاموات کربوغہ شریف اس نے اسقاط کی تعریف بھی کی کہ:

''اس کا مجرد سقط یسقط اس کا معنی یہ ہے کہ نماز روزہ وغیرہ ساقط ہوجائیں۔ جس کا ذمہ پر ہوں تو مرکب اضافی کے معنی یہ ہوئے کہ یہ حیلہ ہے ان امروں کے اسقاط میں یا ان کے اسقاط کیلئے''

اور یہی تعریف البصائر والے نے بھی کی ہے۔ البصائر تو دیوبندی ہے نا؟ اس کے ص ۸۹ پر لکھا ہے حیلہ اسقاط کی تعریف یہی کی جو میں نے پیش کی:

والاسقاط مصدر من باب الافعال مجردہ سقط یسقط معنی اسقاط الصلوۃ والصوم ونحوھما عن ذمۃ من علیہ...

یہ اثبات المستحبات اور آپ نے جتنی شرطیں ذکر کی ہیں ان سب کا جواب اس کتاب میں موجود ہے۔ البصائر میں تمہاری شرطوں کا جواب موجود ہے۔ نفع الاموات میں جو تمہاری دیوبندی کی کتاب ہے میں ان شرطوں کا جواب موجود ہے۔ معیار حق جو تمہارے دیوبندی کی کتاب ہے میں ان شرطوں کا جواب موجود ہے۔

مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے عبث کہا ہے بدعت نہیں کہا۔ اب دوسرا مناظرہ رکھو یہ جو شرطیں آپ نے بیان کی ہیں صاف کہتا ہوں عوام بھی سمجھ رہے ہیں میری بات کو میں ان کا جواب تمہاری ہی کتب سے دوں گا۔

حیلہ اسقاط کا دور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور سے ہے۔ یہ فتاوی سمرقندیہ میں اس کی روایت موجود ہے انہوں نے اول قرآن مجید پر اس کا دور کیا تھا۔ اور یہ فتاوی فریدیہ جلد دوم میں ہے۔ فقیہ ابو اللیث سمرقندی معتبر شخصیت ہیں انہوں نے جو مسئلہ لکھا وہ درست ہے کسی فقیہ نے اس کی تردید نہیں کی چونکہ مصحف بھی مال متقوم ہے۔

میں اب بھی کہتا ہوں کہ اتنی کتابیں لایا ہوں کہ پوری رات گزر جائے گی میری کتابیں ختم نہ

ہوں گی تم صرف ڈھائی گھنٹے کی تیاری کر کے آئے تھے۔

اور تمہاری ان ہی کتب میں لکھا ہے کہ اگر یہ شرائط نہ ہوں تب بھی حیلہ اسقاط نہ ہو **لیکن نفلی صدقہ تو ہوگیا اور نفلی صدقہ بدعت نہیں ہوتا۔**

شرط کی نفی سے مشروط کی نفی ہوتی ہے اس سے بدعت سیئہ نہیں بنتی اسی لئے تو میں آپ سے شرط کی تعریف پوچھ رہا تھا۔

(وقت ختم)

بریلوی مناظر کا دجل وفریب

بریلوی مناظر نے جیسے ہی تقریر ختم کی اور مائیک لیکر حضرت مفتی ندیم صاحب زید مجدہ کی طرف بڑھایا گیا تو وہ حیران وششدر رہ گیا اور پوچھا کہ کیا وقت ختم نہیں ہوگیا؟ تو مفتی صاحب نے کہا کہ میری آخری تقریر رہتی ہے۔

بریلوی مولوی کا دجل وفریب دیکھیں کہ پہلے تو پورے مناظرے میں یہ تعلیاں کہ میں ان سب باتوں کا جواب دوں گا میرے پاس یہ کتاب ہے وہ کتاب ہے۔ مگر پہلے اصول مناظرہ کے مطابق چلو اگر اصول مناظرہ کے مطابق نہیں چلو گے تو یہ کام عبث ہوگا اور عبث کام میں نہیں کروں گا۔

جب انہوں نے یہ خیال کیا کہ شاید وقت ختم ہوگیا اور اب میری باتوں کا جواب دینے کیلئے فریق مخالف کے پاس وقت نہیں ہوگا۔ تو انتہائی پریشانی اور حواس باختگی میں دو تین غیر معتبر کتب جن کے نام ہم نے پہلی دفعہ سنیں اور ان سطور کے لکھے جانے تک یہ کتب ہمیں دستیاب نہ ہوسکی۔ اور بار بار کے مطالبے پر بھی میدان مناظرہ میں بھی نہیں دی گئیں سے کچھ عبارتیں پڑھنا شروع کر دیں۔ یہ تھے وہ دلائل قاہرہ جس کا نا کام رعب پورے مناظرے میں ہم پر ڈالتے رہے۔ یعنی کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔

میرا مولوی صاحب سے سوال ہے کہ جب مناظرہ اصول مناظرہ کے مطابق چل ہی نہیں رہا تھا تو آپ نے دلائل اور مفتی صاحب کا نام نہاد جواب کس اصول کی بنیاد پر دیا؟ دعوے کی وضاحت کے بغیر گفتگو کرنا تو خود آپ کے اصول کی روشنی سے عبث کام تھا۔

نیز ہر بات پر کتاب کتاب کرنے والے مناظرے صاحب اب ہمیں کتاب کے حوالے سے جواب دیں کہ پورے مناظرے میں جواب دینے اور دلائل پیش کرنے سے انکار اس وجہ سے کیا جائے کہ چونکہ اصول مناظرہ کے مطابق مناظرہ نہیں چل رہا اس لئے اس صورت میں گفتگو کرنا عبث و بے کار کام ہوگا۔ تو آخر کس قاعدے کس اصول سے آخری تقریر میں یہ ساری باتیں کی گئی؟

آخر کونسی چیز مانع تھی جس نے یہ ساری باتیں کرنے کیلئے آپ کو مناظرے کے شروع سے آخر تک روکے رکھا؟

ہم سے پوچھئے تو ایک ہی چیز تھی جو ہر بریلوی میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور وہ ہے ''صفت دجل وفریب''۔ آپ یہ سمجھے کہ یہ میری آخری تقریر ہوگی۔ اور عوام پر یہ تاثر چلا جائے گا کہ ہم نے جواب دے دیا۔ اور فریق مخالف اس غلط فہمی کا ازالہ نہیں کر سکے گا۔ لیکن خدا نے آپ کو کس طرح رسوا کیا۔ مفتی صاحب کی اس آخری تقریر میں ملاحظہ ہو۔

سنی حنفی مناظر کی آخری تقریر

(بعد حمد وصلوۃ)

مولوی صاحب توجہ!! توجہ!! میری بات سچ ہوئی اور الحمد للہ مولوی صاحب آخری تقریر میں بھی جواب دعوی نہ دے سکے۔ ہاں پوری تقریر میں مجھے کوستے رہے کہ لال پیلے ہو کر کہ تم مناظرے کے اہل نہیں ہو یہ ہے وہ ہے۔ مردہ اول بولتا نہیں جب بولتا ہے تو کفن پھاڑ کر۔ وہی کام کیا۔ دو گھنٹے سے ہمیں ڈرا رہے تھے کہ یہ میرے پاس یہ حوالہ ہے وہ حوالہ ہے میں یہ کر دوں گا وہ کر دوں گا اور اب جو دلائل کی پٹاری سے حوالے نکلے ان کی حقیقت بھی میں کھولتا ہوں انشاء اللہ۔

انہوں نے کہا کہ میں دیوبندی حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔ مولوی صاحب نے اتنا دجل سے کام لیا کہ افسوس کرنا پڑتا ہے یہ معیار حق انہوں نے پیش کیا اس کے ص ۳۳،۳۴ پر واضح الفاظ میں لکھتا ہے:

''اور حیلہ مروجہ صحابہ کرام اور خیر القرون میں نہیں تھا کیونکہ وہ دینی لحاظ سے مجروح نہیں تھے ۔۔۔ اور ہمارا حال ان کے حال کی طرح نہیں ہے کیونکہ ہمارے اور ان کے حال کے درمیان

بڑا فرق ہے''۔

پھر صاحب کتاب نے جو بات کی وہ بار بار فقہ حنفی کے حوالے سے کہہ رہے ہیں معروف سے مراد یہ مروجہ جاہلی اسقاط مراد نہیں کتاب میں معروف سے مراد جو طریقہ کتب فقہ میں معروف ہے۔

اسی لئے ہم کتاب مانگ رہے ہیں تو کتاب نہیں دیتے تاکہ دجل وفریب ظاہر نہ ہو جائے۔

پھر انہوں نے اتنی خطرناک بات کی ہیں تو ۲۲ شرائط ذکر کی کہ اس میں یتیم کا مال ہو اس میں نابالغ کا مال ہو اس میں غائب کا مال ہو تو بلا اجازت اس کا استعمال حرام ہے اور نابالغ کی تو اجازت کا بھی اعتبار نہیں اور آج کے حیلوں میں یتیموں کا مال حرام طریقے پر کھایا جاتا ہے۔

مولوی صاحب کہتے ہیں کہ: ''اگر یہ شرائط نہ ہوں تو پھر بھی کم از کم نفل تو ہوگا''۔

استغفر اللہ مولوی صاحب! کیا آپ مال حرام سے نفل کروانا چاہتے ہیں؟ حرام مال سے نفل کی نیت کرنا کفر ہے۔ مولوی صاحب کو جب ہم کہتے کہ حرام کھا رہے ہیں یہ مروجہ حیلہ اسقاط والے تو ناراض ہوتے کہ ہائے مجھے حرام خور کہہ دیا۔ ہائے بدتہذیبی کر دی اب خود تسلیم کر رہے ہیں کہ یتیم کا مال بنیت نفل کھانا بالکل جائز و کار ثواب ہے معاذ اللہ۔

مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بے سود کہا بدعت نہیں کہا۔ یہ دیکھو میرے پاس راہ سنت ہے اس میں فرداً فرداً بدعات کا رد اس میں بدعات کے ضمن میں مروجہ حیلہ اسقاط کا شمار کیا گیا ہے۔ لیکن جب اللہ ہی کسی کی آنکھیں بند کر دے تو وہ بصارت و بصیرت دونوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

یہ دار العلوم حقانیہ والے لکھتے ہیں:

''فقہاء نے حیلہ کو حیلہ اسقاط سے تعبیر کرتے ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اسقاط نہ فرض ہے نہ واجب، نہ سنت نہ مستحب کیونکہ حیلہ کی شرعی حیثیت اس طرح نہیں ہوتی بلکہ زیادہ سے زیادہ اس کی حیثیت اباحت کی ہو سکتی ہے وہ بھی تب جب اس میں محرمات شرعیہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ جبکہ مروجہ اسقاط کی حیثیت عوام الناس میں فرض و واجب سے بڑھ کر ہے بلکہ اس کو پورا کرنے میں قطعی فرائض چھوڑ دینے کی بھی پروا نہیں کرتے۔۔۔''

اس کے بعد پوری تفصیل فتوے میں ذکر کی اس کے بعد لکھتے ہیں:

مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ج ۴ ص ۵۷ میں بھی یہی لکھتے ہیں۔۔۔

پھر عنوان قائم کرتے ہیں:

''حیلہ اسقاط کا مروجہ طریقہ بدعت اور واجب الترک ہے اور حیلہ اسقاط کے صحیح طریقے کی تفصیل''۔

لیجئے مولوی صاحب آگیا بدعت کا حوالہ علمائے دیوبند سے؟ اب میں یہ صحیح تفصیل پیش کرتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے مولانا نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ والی روایت پیش کی اس پر گفتگو کروں گا فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۳۷۳ سنہ ہجری میں ہوئی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۶ سنہ ہجری، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۹ سنہ ہجری، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۱ سنہ ہجری۔ مولوی صاحب یہ سب تیسری صدی ہجری کے لوگ ہیں یہ لوگ جب کوئی روایت نقل کرتے ہیں تو پانچ پانچ واسطوں کے ساتھ۔

ادھر جو فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کر رہے ہیں اس کی سند موصوف ہضم کر گئے۔ یہ سند مجروح ہے۔ اس میں پہلے نمبر پر عباس بن سفیان مجہول ہے کتب اسماء میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ دوسری بات فقیہ سمرقندیؒ اان کی وفات ہوئی ۳۸۳ سنہ ہجری میں اور ابن علیہ کی وفات ہوئی ۱۹۳ سنہ ہجری میں دونوں کے درمیان ۱۸۹ سال کے زمانہ کا انقطاع ہے۔

پھر یہ روایت شیعوں نے وضع کی ہے۔ اس میں حضرت عمر فاروق و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام تو لیا لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نہیں لیا تاکہ لوگوں کو یہ تاثر دیا جا سکے کہ ان دو حضرات کے دور میں لوگ اس قسم کے بدعمل تھے کہ ان کیلئے معاذ اللہ حیلے کئے جاتے تھے ان دو جلیل القدر صحابہ کرام ہی کے دور میں صحابہ اتنے بدعمل ہو گئے تھے معاذ اللہ کے حیلے کروانے پڑے۔

شیعوں کے یہ بھائی وہی روایت اٹھا کر ہم پر پیش کرتے ہیں۔ اس روایت میں ایک انصاری کیلئے حیلہ اسقاط تجویز کیا گیا ہے ایک انصاری صحابی پر تہمت ہے کہ وہ نماز روزوں میں سستی کرتے تھے اس لئے ان کیلئے دوران قرآن کیا گیا۔ معاذ اللہ

اس کے علاوہ یہ آپ کی کتاب جاء الحق آپ کے حکیم الامت کی لکھی ہوئی یہ ص ۳۰۷ پر لکھتے ہیں:

''پنجاب میں جو عام طور پر مروج ہے کہ مسجد سے قرآن پاک کا نسخہ منگوایا اس پر ایک روپیہ رکھا اور چند لوگوں نے اس کو ہاتھ لگایا اور پھر مسجد میں واپس کر دیا اس سے نمازوں کا فدیہ ادا نہ ہوگا۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی کوئی قیمت ہی نہیں لہٰذا جب قرآن شریف۔۔ الخ''

یہ احمد رضا خان صاحب بھی احکام شریعت میں یہی لکھتے ہیں کہ یہ قرآن کے ساتھ مذاق ہے۔

اس کے بعد میں حیلہ اسقاط کا صحیح طریقہ دار العلوم حقانیہ کے اس رسالے کے حوالے سے ذکر کرتا ہوں:

ص ۸۲، ۸۳

''اگر میت نے وصیت کی ہے لیکن ایک تہائی مال سے تمام کی ادائیگی ناممکن ہے۔ اور کوئی وارث تبرع بھی نہیں کرتا یا وارث تبرع کرتا ہے لیکن وہ تبرع اتنا نہیں ہے کہ اس سے تمام عبادات واجبہ کا فدیہ ادا ہو سکے۔۔

بریلوی مولوی کا شور شرابہ شروع

بریلویوں نے جب دیکھا کہ اتنا کا دجل وفریب پوری طرح آشکارا ہو چکا ہے۔ اور علمائے حق نے ثابت کر دیا کہ حیلہ اسقاط جن شرائط کے ساتھ کتب فقہ میں مذکور ہے وہ آج کے دور میں مفقود ہے۔ اور اس مروجہ حیلہ اسقاط پر ان کے پاس کوئی دلیل شرعی موجود نہیں تو یوں اپنے آبائی سنت سیئہ پر عمل کرتے ہوئے شور شرابا شروع کر دیا۔ لیکن منتظمین مناظرہ ان کے دجل وفریب کو خوب جان چکے تھے اور حق کو پہچان چکے تھے۔ انہوں نے انتہائی بردباری سے اس شور کو ختم کروا کر فاتح رضاخانیت حضرت مفتی ندیم صاحب محمودی زید مجدہ کی دعا پر اس شاندار مناظرہ کی مجلس کو باحسن خوبی ختم کروا دیا۔